ہرکولیس اور شہزادی دُرّ شہوار

TARIQ ZAHOOR



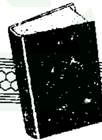
ناشران ------ اشرف قریشی

------- یوسف قریشی

تزئین ------ محمد بلال قریشی

طابع ------ پرنٹ یارڈ پرنٹرز لاہور

قیمت ------ -/30 روپے



ملک دیگاس کی شہزادی ذرشہوار اس وقت بے حد پریشان دکھائی دے رہی تھی۔ وہ نہایت پریشانی کے عالم میں مسند پر بیٹھی پہلو بدل رہی تھی۔ اس کے چہرے پر بے پناہ اُلجھن کے ساتھ ساتھ جھلاہٹ بھی سوار تھی چند لمحے وہ بیٹھی اسی طرح ہونٹ چباتی رہی پھر اس نے زور زور سے تالی بجانا شروع کر دی۔ فوراً ہی کمرے میں ایک خوبصورت کنیز داخل ہوئی۔

"حکم شہزادی صاحبہ! کنیز حاضر ہے۔" اس نے شہزادی کے قریب آ کر گردن کو خم دیتے ہوئے نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کچھ پتہ چلا؟" شہزادی دُرشہوار نے اُس کی جانب دیکھ کر جلدی سے پُوچھا۔ اُس کے لہجے میں بے پناہ پریشانی تھی۔

"نہیں شہزادی صاحبہ! ابھی تک کسی کنیز کا کوئی سُراغ نہیں ملا۔ سرائے کا مالک کوتوالِ شہر کے پاس گیا تھا۔ کوتوال شہر نے کنیزوں کی تلاش کے لئے سپاہی بھجوا دیئے ہیں۔ انہوں نے کہا تھا گھبرانے اور پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بہت جلد دونوں لڑکیوں کو تلاش کر لیا جائے گا۔" کنیز نے نہایت مؤدبانہ انداز میں بتلاتے ہوئے کہا

"ہونہہ! تین دن ہو گئے ہیں۔ ابھی تک ہماری کنیزوں کا پتہ نہیں چل سکا۔ نہ جانے انہیں زمین نے نگل لیا ہے یا آسمان نے اُٹھا لیا ہے۔ سرائے کا مالک اور کوتوال شہر ہمیں مسلسل اسی طرح تسلیاں دے رہے ہیں اب تو مجھے پکّا یقین ہو گیا ہے کہ یہ حرکت ضرور اسی خرانٹ سرائے کے مالک کی ہے۔ اس نے ہی کنیزوں کو کہیں غائب کروایا ہے۔

سافو! تم ابھی اور اسی وقت ہماری سواری کا بندوبست کرو۔ ہم ابھی اس سلطنت کے حاکم زیوس کے پاس جاتے ہیں۔ ہم نے سوچا تھا کہ خاموشی سے کسی کو بتائے بغیر یہاں کی سیر و تفریح کر کے واپس لوٹ جائیں گے مگر .... ہونہہ۔ ٹھیک ہے ہمیں شاہ زیوس کے پاس جانا ہی ہو گا۔ جاؤ ہماری سواری کا بندوبست کرو، ہم شاہ زیوس کے پاس ابھی اور اسی وقت جائیں گے۔" شہزادی دُرشہوار نے اٹل لہجے میں کہا۔

"جو حکم شہزادی صاحبہ! لیکن ....." کہتے کہتے کنیز خاموش ہو گئی۔

"لیکن۔ لیکن کیا؟" شہزادی نے چونک کر اس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"گستاخی معاف شہزادی صاحبہ! کوتوال شہر نے آپ کے سرائے سے باہر نکلنے پر پابندی لگا رکھی ہے۔ اس نے کہا تھا کہ جب تک آپ کی کنیزوں کا سراغ نہیں مل جاتا، آپ سرائے سے باہر ہرگز نہیں جا سکتیں۔" کنیز

نے سر جھکاتے ہوئے نہایت آہستگی سے کہا۔

"اوہ۔ کوتوال شہر کی اتنی جرأت کہ وہ میرے سرائے سے نکلنے پر پابندی لگائے۔ وہ جانتا نہیں میں کون ہوں۔ تم نے اسے میرے متعلق نہیں بتایا" کنیز کی بات سن کر شہزادی درِ شہوار نے غصیلے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"نن۔ نہیں شہزادی صاحبہ۔ آپ نے خود ہی مجھے منع کر رکھا تھا کہ میں آپ کے متعلق یہاں کسی کو کچھ نہ بتاؤں۔ اگر آپ حکم دیں تو میں جا کر انہیں آپ کے متعلق بتلا دیتی ہوں" کنیز نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ شہزادی دُرِ شہوار کو غصے میں دیکھ کر اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔

"ہونہہ۔ پہلے اور بات تھی۔ بہرحال ٹھیک ہے تم جاؤ۔ مجھے ضرورت ہو گی تو میں تمہیں دوبارہ بلوا لوں گی" شہزادی دُرِ شہوار نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور کنیز سر ہلا کر الٹے قدموں جلدی سے باہر نکل گئی۔

کنیز کے جانے کے بعد شہزادی ایک مرتبہ پھر سوچ میں گم ہو گئی۔ وہ اپنی کنیزوں کے متعلق سوچ رہی تھی جو سرائے میں سے اچانک غائب ہو گئی تھیں اور پچھلے تین دنوں سے ان کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔ اصل میں شہزادی دُرِ شہوار اپنی کنیزوں کے ہمراہ اپنے ملک ورگاس سے جزیرہ کریٹ پر سیر و تفریح کے لئے آئی تھی۔ اس کے باپ شاہ جاموگ نے شہزادی سے کہا تھا کہ وہ جزیرہ کریٹ کے بادشاہ زیوس کو اس کی آمد کی اطلاع دے دیتا ہے۔ وہ اس کا نہ صرف شایان شان استقبال کرے گا بلکہ اس کی سیر و تفریح کیلئے خاطر خواہ انتظام بھی کر دیں گے لیکن شہزادی دُرِ شہوار نے ان کی بات نہ مانی۔

اس نے جواب دیا کہ وہ جزیرہ کریٹ شہزادی کی حیثیت سے نہیں جانا چاہتی۔ وہ محض تفریح کے لئے کسی پر بوجھ نہ بننا چاہتی تھی۔ بادشاہ سلامت اس

کی بات سُن کر خاموش ہو گئے۔ انہوں نے
شہزادی کو مشورہ دیا تھا کہ کم از کم اپنی
حفاظت کے لیئے ساتھ چند محافظ ہی لے جائے
مگر شہزادی اس بات کے لیئے بھی راضی نہ
ہوئی۔ اس نے اپنے ساتھ تین کنیزوں کو
لیا اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر جزیرہ
کریٹ کی جانب روانہ ہو گئی۔

سارے دن کے تھکا دینے والے سفر
کے بعد جب وہ جزیرہ کریٹ پہنچیں تو
رات سر پہ آ چکی تھی۔ شہزادی کو کسی
سرائے کی تلاش تھی تاکہ وہ وہاں آرام
کر سکے۔ جلد ہی انہیں ایک اچھی اور صاف
ستھری سرائے مل گئی۔ سرائے کا مالک ایک
بوڑھا آدمی تھا۔ وہ سر سے گنجا تھا جبکہ
اس کی صحت کافی اچھی تھی۔

شہزادی نے سرائے میں ایک اپنے لیئے
اور ایک کنیزوں کے لیئے کمرہ کرائے پر
حاصل کیا۔ وہ چونکہ بےحد تھکی ہوئی تھی اسلیئے
فوراً سو گئی۔ جب وہ سو کر اُٹھی تو اس کی

ایک کنیز نے جس کا نام سافو تھا اُسے بتایا
کہ دو کنیزیں کمرے سے غائب ہیں۔ اور وہ
انہیں ہر طرف تلاش کر چکی ہے لیکن ان کا
کچھ پتہ نہیں چل رہا۔

شہزادی اس کی بات سُن کر بےحد حیران
ہوئی۔ اس نے سرائے کے مالک کو بُلوا کر پوچھا
تو اس نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا۔

شہزادی کا خیال تھا کہ ہو سکتا ہے دونوں
کنیزیں اس سے پہلے جاگ گئی ہوں اور
گھومنے پھرنے کے لیئے کہیں باہر نکل گئی
ہوں لیکن اس کا خیال غلط ثابت ہوا۔ ان
دونوں کنیزوں کا کچھ پتہ نہیں چلا۔

شہزادی دُرّ شہوار نے سرائے کے مالک
سے کہہ کر انہیں ہر طرف تلاش کروایا لیکن
کنیزوں کا کہیں ملنا تھا اور نہ ہی وہ ملیں
آج انہیں گم ہوئے تیسرا روز تھا۔ یہی وجہ
تھی کہ شہزادی درشہوار بےحد پریشان تھی۔ وہ
حیران تھی کہ آخر دونوں کنیزیں گئی تو کہاں
گئیں اور انہیں اس کی اجازت کے بغیر

بھلا جاننے کی کیا ضرورت تھی۔

وہ سوچ رہی تھی کہ آخر کوتوال شہر نے اس کے باہر نکلنے پر کیوں پابندی لگائی ہے کہ جب تک اس کی کنیزیں نہیں مل جاتیں اس وقت تک وہ سرائے سے باہر نہیں نکل سکتی۔ ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ اس وقت سافو گھبرائے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوئی۔ اس کا چہرہ خوف سے بگڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بلا کی وحشت اور خوف چھایا ہوا تھا۔

"شش... شش شہزادی صاحبہ..." اس کے حلق سے بمشکل خوف کے عالم میں نکل سکا۔

"کیا ہوا؟ کیا بات ہے؟ تم اس قدر گھبرائی ہوئی کیوں ہو؟" شہزادی دُرِشہوار نے چونک کر اس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"شش ... شہزادی صاحبہ۔ وہ ... وہ ... کانوس۔ سائلہ ... وہ۔ وہ۔" خوف کی زیادتی کی وجہ سے کنیز سے بولا ہی نہیں جا رہا تھا۔

"کانوس۔ سائلہ۔ اوہ۔ اوہ۔ کیا ہوا انہیں اوہ مل گئی ہیں مگر وہ کہاں ہیں۔

شہزادی دُرِشہوار نے اس کے منہ سے اپنی گم شدہ کنیزوں کے نام سُن کر بُری طرح سے اُچھل پڑی۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت مسرت آمیز چمک اُبھر آئی تھی۔

"شش شہزادی صاحبہ! وہ تو دونوں مل گئی ہیں۔ مل لیکن وہ زندہ نہیں ہیں۔ وہ دونوں مر چکی ہیں۔" سافو نے خوف سے تھوک نگلتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی بات سُن کر شہزادی دُرِشہوار بری طرح چونک پڑی اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔

"کک ... کیا وہ دونوں مر چکی ہیں۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔" شہزادی دُرِشہوار نے انتہائی گھبراہٹ کے عالم میں کہا۔

"جی ہاں شہزادی صاحبہ۔ میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔" سافو نے خوف

سے بُری طرح لرزتے ہوئے کہا۔ اور شہزادی
درشہوار کا بھی خوف سے یہ حال ہو گیا کہ
کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

"اوہ ـــــ کہاں ہیں ان دونوں کی لاشیں؟"
چند لمحوں بعد شہزادی نے خود کو سنبھالتے ہوئے
کسی قدر ہمت سے پوچھا۔

"اپنے کمرے میں۔" کنیز نے جواب دیا اور
اس کی بات سن کر شہزادی ایک بار پھر چونک
پڑی۔

"اپنے کمرے میں۔ کیا مطلب، وہ اپنے کمرے
میں کہاں سے آ گئیں۔ وہ تو ـــــــ ہونہہ
چلو مجھے دکھاؤ۔ میرے ساتھ چلو۔" شہزادی نے
اُلجھن آمیز انداز میں سر جھٹکتے ہوئے پوچھا۔

"نن۔ نہیں شہزادی صاحبہ۔ مم میں اس
کمرے میں نہیں جا سکتی۔ وہ دونوں مر چکی
ہیں۔ ان کے سر بھی اِن کے جسموں سے غائب
ہیں۔ مم... مگر اس کے باوجود بھی شہزادی
صاحبہ وہ زندہ ہیں۔" کنیز نے خوف سے لرزتے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا؟ وہ مر چکی ہیں۔ اس کے باوجود بھی
وہ زندہ ہیں۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ تمہارا
دماغ تو ٹھیک ہے۔ ابھی تم کہہ رہی تھیں کہ
وہ مر چکی ہیں اور اب کہہ رہی ہو کہ وہ
زندہ ہیں۔ تم کہنا کیا چاہتی ہو۔" شہزادی
دُرشہوار نے اس بار حیرت بھری نظروں سے اس
کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مم۔ میں سچ کہہ رہی ہوں شہزادی صاحبہ
وہ مر کر بھی زندہ ہیں اور وہ سر نہ ہونے
کے باوجود کمرے میں گھوم پھر رہی ہیں۔ اُن
کے جسم سیاہی مائل ہو چکے ہیں۔ میں جب آپ
کے حکم کے مطابق واپس اپنے کمرے میں گئی
تو اچانک ہی وہ دونوں اس کمرے میں نمودار
ہو گئیں۔ ان دونوں کو دیکھ کر میں بےحد خوفزدہ
ہو گئی۔ اس سے پہلے کہ میرے منہ سے چیخ
نکلتی ان میں سے ایک نے میرے منہ پر
ہاتھ رکھ دیا۔ اور بولی۔

"سافو! گھبراؤ نہیں۔ ہم کانوس اور سائکہ ہیں
ہم یہاں تمہیں نقصان پہنچانے نہیں آئی ہیں۔

خاموشی سے ہماری بات سُنو۔ شہزادی سے کہہ کر
وہ ہماری تلاش فوراً رُکوا دے۔ ہم جس جگہ
پہنچ چکی ہیں وہاں پہنچنا کسی انسان کے بس
کی بات نہیں اور شہزادی سے کہنا کہ وہ
اپنے گلے میں موجود سرخ موتیوں والا ہار اتار کر
پھینک دے۔ اگر ہار اس کے گلے میں رہا تو
وہ ایک بہت بڑی مصیبت میں پھنس جائے
گی۔ اور ہو سکتا ہے اس کی جان بھی چلی جائے"
یہ کہہ کر وہ دونوں فوراً وہاں سے غائب ہو
گئیں جیسے وہاں ان کا کبھی وجود ہی نہ رہا ہو۔
کنیز نے ساری تفصیل خوفزدہ لہجے میں شہزادی
دُرِ شہوار کو سُنا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا تم واقعی سچ کہہ رہی
ہو"۔ شہزادی کے منہ سے ڈرے ڈرے انداز
میں نکلا۔ کنیز کی بات سن کر وہ اس قدر
خوفزدہ ہو گئی تھی کہ اس کے چہرے کا رنگ
زرد ہو گیا تھا۔

"ہاں شہزادی صاحبہ! میں سچ کہہ رہی
ہوں۔ آپ ... آپ اس ہار کو فوراً گلے سے

اتار دیں۔ مجھے نہ جانے کیوں اس ہار کو دیکھ
کر خوف محسوس ہو رہا ہے۔ مم مجھے یوں
لگ رہا ہے جیسے ... جیسے ہار کے موتیوں میں
وہ دونوں رقص کر رہی ہوں۔ موت کا رقص
خدا کے لئے شہزادی صاحبہ اس ہار کو گلے
سے اُتار پھینکیے"۔ کنیز سافو نے انتہائی خوفزدہ
نگاہوں سے شہزادی کے گلے میں موجود سرخ
موتیوں والے ہار کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔
اور پھر اس سے پہلے کہ شہزادی دُرِ شہوار
کچھ سمجھتی، سافو تیزی سے آگے بڑھی اور اس
نے ایک جھٹکے سے شہزادی کے ہار کو پکڑ
کر توڑ دیا۔ ہار کے موتی ٹوٹ کر زمین پر بکھر
گئے۔ جونہی شہزادی کا ہار ٹوٹا ایک زور دار
کڑکا ہوا اور ساتھ ہی کنیز اس بُری طرح
سے اُچھلی جیسے اُسے کسی نادیدہ ہستی نے
زور کا دھکا دیا ہو۔ وہ اُچھل کر اُلٹتے ہوئے
زمین پر گری۔ دوسرے ہی لمحے اچانک اس
کے جسم میں آگ لگ گئی اور وہ سوکھی لکڑی
کی مانند جلنے لگی۔ اس کے حلق سے نکلنے والی

چیخیں بے حد لرزہ خیز تھیں۔
اسے آگ میں یوں جلتا دیکھ کر شہزادی
کے منہ سے بھی چیخ نکل گئی اور وہ چیختی ہوئی
خوف کے عالم میں پیچھے کمرے کی دیوار سے
جا لگی اور پھٹی پھٹی نگاہوں سے کنیز کو جلتے
ہوئے دیکھنے لگی۔

عین اسی لمحے شہزادی کے عقب میں تیز
گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ شہزادی دُرِشہوار
تیزی سے گھومی اور پھر جونہی اس کی نگاہ
پیچھے پڑی اس کے منہ سے ایک بار پھر
خوف سے چیخ نکل گئی۔ دوسرے ہی لمحے وہ
بری طرح سے لہراتی ہوئی زمین پر گر گئی۔
وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔ پیچھے کمرے کی
دیوار پھٹی ہوئی تھی اور دیوار کے اس پھٹے
ہوئے حصے میں سے دو سیاہ رنگ کے بے سر
کے دھڑ باہر آ رہے تھے۔ انہوں نے آگے
بڑھ کر جھک کر شہزادی دُرِشہوار کو اٹھایا اور
اسے لئے ہوئے پھٹی ہوئی دیوار کی جانب
بڑھ گئے۔

جونہی وہ دیوار کے اندر داخل ہوئے تیز
گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دیوار آپس میں
دوبارہ مل گئی۔ اور یکلخت ہر طرف اندھیرا پھیل
گیا۔

ہرکولیس بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس نے گھوم کر جسم کو ہلکا سا خم دیتے ہوئے جھکائی کھائی اور ساتھ ہی اس نے نہایت پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے مدمقابل کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اُٹھا لیا اور پھر اسے دونوں ہاتھوں سے سر سے بلند کر کے تیزی سے گھومنے لگا۔ اس کا مقابل بلاشبہ ایک جسیم اور انتہائی طاقت ور انسان تھا۔ وہ ہرکولیس کے مقابلے میں بے پناہ طاقت ور نظر آ رہا تھا مگر ہرکولیس اُسے سر سے بلند کئے یوں گھوم رہا تھا جیسے اس کا ہلکا سا بھی وزن نہ ہو۔

چند لمحے گھومنے کے بعد ہرکولیس جلدی سے

رُکا اور پھر اس نے اُسے بری طرح سے زمین پر پٹخ دیا۔ اس کے حلق سے ایک خوفناک چیخ نکلی اور وہ یوں تڑپنے لگا جیسے ایک ساتھ اس کی بہت سی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہوں۔ چند لمحے وہ تڑپتا رہا پھر اس کا بدن یکلخت ساکت ہو گیا۔

جونہی اس کا بدن ساکت ہوا میدان کے اطراف میں بیٹھے ہوئے لوگ زور زور سے ہرکولیس کے حق میں نعرے لگاتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ہرکولیس کے لبوں پر بھی مسکراہٹ اُبھر آئی تھی۔ وہ ہاتھ اُٹھا اٹھا کر لوگوں کے نعروں کا جواب دینے لگا۔

ان دنوں اس کی سلطنت میں سالانہ کھیل ہو رہے تھے اور ہرکولیس ہرسال سالانہ کھیلوں میں حصہ لیتا تھا۔ وہ نہایت طاقتور ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھا تیر انداز، گھڑ سوار شمشیر زن اور نیزہ باز تھا۔ اس نے جب بھی اور جس کھیل میں حصہ لیا تھا آج تک اسے کبھی شکست کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا۔ وہ

ہمیشہ اوّل نمبر پر آتا تھا اور آج چونکہ سالانہ
کھیلوں کا آخری دن تھا اس لئے ہرکولیس کا
ایک نہایت طاقتور اور دیو قامت انسان سے
مقابلہ تھا۔ لیکن ہرکولیس نے اس تنومند اور
طاقتور انسان کو شکست دے کر ایک بار
پھر یہ ثابت کر دکھایا تھا کہ وہ واقعی ایک
بہادر اور طاقتور انسان ہے۔ لوگ یونہی اُسے
طاقت کے دیوتا کے نام سے یاد نہیں کرتے
تھے۔

بہت سے لوگ کھیل ختم ہوتے ہی میدان
میں آ گئے تھے۔ اور انہوں نے زبردستی ہرکولیس
کو کندھوں پر اُٹھا لیا تھا۔ اور پھر وہ ہرکولیس
کو لئے ہوئے اس طرف جا رہے تھے، جہاں
مہمان خصوصی کے طور پر ہرکولیس کا باپ یعنی
شاہ زیوس اور ملکہ موجود تھے۔ شاہ زیوس نے
ہرکولیس کو جیتنے کا انعام دینا تھا اور اس طرح
کھیلوں کی تقریبات ختم ہو جاتی تھیں۔

لوگ ابھی ہرکولیس کو لے کر بادشاہ زیوس
کے قریب بھی نہ پہنچے ہوں گے کہ اچانک

میدان میں ایک تیز اور دھاڑتی ہوئی آواز گونج
اُٹھی۔

"ٹھہرو! رُک جاؤ۔ ابھی مقابلہ ختم نہیں ہوا۔
کھیلوں کے اصول کے مطابق ابھی کھیل ختم ہونے
میں بہت دیر ہے اور بادشاہ سلامت نے
اعلان کر رکھا ہے کہ اس وقت میں اگر کوئی
کھیل جاری رکھنا چاہے تو جاری رکھ سکتا ہے
ہرکولیس! واپس میدان میں آؤ۔ اگر تم خود کو
سچ مچ طاقت کا دیوتا سمجھتے ہو تو آؤ اور مجھ
سے مقابلہ کر کے دکھاؤ۔"

اس آواز کو سُن کر میدان میں یکلخت
خاموشی چھا گئی۔ ہرکولیس حیرت سے میدان کی
جانب دیکھنے لگا۔ جہاں ایک نہایت دُبلا پتلا
عجیب سی صورت والا انسان کھڑا تھا۔ غالباً یہ
الفاظ اُسی نے کہے تھے۔

"کیا یہ بات تم نے کہی ہے؟" ہرکولیس نے
حیرت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے
ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی وہ اُچھل کر زمین پر
آ گیا۔ اس عجیب و غریب حُلیے والے شخص کو

دیکھ کر اس کی آنکھوں میں بے پناہ حیرت ناچ رہی تھی۔

دیکھنے میں وہ نہایت دُبلا پتلا نظر آ رہا تھا۔ اس نے جو لباس پہن رکھا تھا اس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی ملک کا شہزادہ یا وزیر زادہ ہے۔ اس کا چہرہ لمبوترا تھا۔ گول گول آنکھیں لمبی ناک اور لمبی ٹھوڑی جس پر باریک باریک داڑھی اُگی ہوئی تھی البتہ اس کی مونچھیں صاف تھیں۔ اس کے ہاتھ میں ایک چمکتی ہوئی پتلی سی تلوار تھی۔

"ہاں۔ میرا نام سالمس ہے اور میں ملک کوہ ماتک سے یہاں سالانہ کھیلوں میں حصہ لینے آیا ہوں۔ مگر مجھے راستے میں دیر ہو گئی اس لیے میں وقت پر نہ پہنچ سکا۔ لیکن اگر میں دوسری کھیلوں میں حصہ نہیں لے سکا تو کوئی بات نہیں۔ کم از کم تم سے آخری مقابلہ ضرور کروں گا۔ آؤ اور میرے ساتھ مقابلہ کرو۔" اس نے شاہانہ انداز میں سینہ پُھلاتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سُن کر ہرکولیس مُسکرا دیا۔

ظاہر ہے کوئی اسے مقابلے کے لیے دعوت دے تو وہ پیچھے کس طرح ہٹ سکتا تھا۔ اس نے ایک نظر لوگوں کی جانب دیکھا تو لوگ اس کے حق میں نعرے لگاتے ہوئے دائیں بائیں ہٹ گئے۔

ہرکولیس نے اپنے والد شاہ زیوس کی جانب دیکھا۔ انہوں نے بھی سر ہلا کر ہرکولیس کو مقابلے کی اجازت دے دی۔ ہرکولیس نے گردن کو ہلکا سا خم دیا اور مڑ کر اس عجیب انسان جس نے اپنا نام سالمس بتایا تھا، کی جانب دیکھنے لگا۔ جو اپنی جگہ تن کر کھڑا تھا اور تلوار کو بار بار دائیں بائیں گھُما رہا تھا۔ اس کی سُرخ سُرخ آنکھیں ہرکولیس پر جمی ہوئی تھیں۔

ہرکولیس آہستہ آہستہ قدم اُٹھانے لگا۔

"آؤ۔ آؤ۔ قریب آ جاؤ۔ خالی ہاتھ کیوں ہو کوئی ہتھیار تمہیں لو گے کیا۔" سالمس نے ہرکولیس کی جانب دیکھ کر طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تم جیسے انسان کے ساتھ اگر میں کسی

ہتھیار کی مدد سے لڑا تو یہ نا انصافی ہو گی۔
میں خالی ہاتھ تمہارا مقابلہ کروں گا۔ تم جس
طرح کا ہتھیار چاہو استعمال کر سکتے ہو۔" ہرکولیس
نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے، ٹھیک ہے۔ تو
پھر میں بھی خالی ہاتھ تم سے لڑوں گا۔
آج تمہاری شکست کا دن ہے ہرکولیس۔
آج میں ثابت کر دوں گا کہ طاقت کا دیوتا
تم نہیں میں ہوں، صرف میں۔ ساہلس۔"
اس نے گردن اکڑاتے ہوئے نہایت فخریہ
لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں
پکڑی ہوئی تلوار ایک جانب اچھال دی۔ اس
کی بات سن کر ہرکولیس نے صرف مسکرانے
پر ہی اکتفا کیا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے آنکھوں
میں آنکھیں ڈالے کھڑے تھے۔ ساہلس کے
نتھنوں سے زخمی بھینسے جیسی آوازیں نکل رہی
تھیں۔ وہ بار بار یوں انگلیاں مروڑ رہا تھا،
جیسے وہ ہرکولیس کو اپنی انگلیوں میں کسی مچھر

کی طرح مسل کر رکھ دینا چاہتا ہو۔

اچانک ساہلس نے اپنی جگہ پر گھومتے ہوئے
تیزی سے اچھل کر فضا میں قلابازی کھائی
اور اپنی دونوں ٹانگیں ہرکولیس کو مارنا چاہیں،
لیکن ہرکولیس پہلے ہی ہوشیار تھا وہ تیزی سے
ایک طرف ہو گیا۔ جس کے نتیجے میں ساہلس اپنی
پہلی جھونک میں زمین پر گر گیا۔ لیکن پھر وہ
کمال پھرتی کا مظاہرہ کرتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس
کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔

"اب تم مجھ پر وار کرو۔" اس نے گھوم کر
ہرکولیس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"پہلے تم اپنے دل کی بھڑاس نکال لو۔"
ہرکولیس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اُسے مسکراتے دیکھ کر ساہلس کے تن بدن
میں جیسے آگ لگ گئی۔ وہ ایک خوفناک چیخ
مار کر بجلی کی سی تیزی سے ہرکولیس پر جھپٹا۔
اس نے اپنا ایک ہاتھ نہایت تیزی سے
ہرکولیس کی گردن میں ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ
سے ہرکولیس کی پسلیوں پر مکے مارنے لگا۔ ہرکولیس

نے جسم کو زور سے جھٹکا دیا تو ساہلس کسی مُردہ چھپکلی کی مانند اُچھلا اور نیچے گر پڑا۔ وہ سخت غصے میں دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے زمین پر کروٹ بدلتے ہوئے نہایت تیزی سے ہرکولیس کی ٹانگ پکڑ لی اور اسے زمین پر گرانے کی کوشش کرنے لگا لیکن ہرکولیس اپنی جگہ پر اطمینان سے کھڑا رہا۔ ساہلس ہرکولیس کو ہلانا تو کجا اس کی ٹانگ کو ایک انچ بھی نہ ہلا سکا۔ ساہلس کی حالت دیدنی تھی وہ غصے سے ایک بار پھر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور قہرآلود نگاہوں سے ہرکولیس کی جانب دیکھنے لگا۔ میدان میں موجود لوگ ساہلس پر زور زور سے ہنس رہے تھے۔

"کیوں؟ کیا ہوا دوست! تھک گئے کیا؟" ہرکولیس نے اسے اپنی جانب دیکھتے پا کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں، ابھی تک تو میں تمہاری طاقت کا امتحان لے رہا تھا۔ مقابلہ تو اب ہو گا۔" ساہلس نے اس بار جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔ مگر اس کی مسکراہٹ زہریلی تھی۔ ساتھ ہی اس نے اپنے

دونوں ہاتھ زور سے جھٹکے اور پھر اس نے اچانک اپنے ہاتھوں کی دونوں ہتھیلیاں ہرکولیس کی آنکھوں کے سامنے کر دیں۔ اس کی دونوں ہتھیلیوں میں سے ایک عجیب سی چمک نکل کر ہرکولیس کی آنکھوں میں پڑی۔

ایک لمحے کے لئے ہرکولیس کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ بے اختیار کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ ساتھ ہی اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں سے یکلخت جان نکلتی جا رہی ہو۔ ایک لمحے کے لئے ہرکولیس جیسا طاقتور انسان بھی بوکھلا گیا۔

عین اُسی لمحے ساہلس غراتا ہوا نہایت تیزی سے ہرکولیس کی جانب آیا۔ اس نے کسی طاقتور بھینسے کی مانند ہرکولیس کے سینے پر زور دار ٹکر ماری۔ یہ ٹکر اس قدر زور دار تھی کہ ہرکولیس اپنے پیروں پر کھڑا نہ رہ سکا اور وہ اُچھل کر پشت کے بل زمین پر گر گیا۔ ہرکولیس کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سینے پر کسی فولادی گرز سے چوٹ لگائی گئی ہو۔

اسے زمین پر گرتا دیکھ کر میدان میں موجود
تمام لوگوں پر یکلخت خاموشی چھا گئی اور وہ
سب اپنی اپنی جگہوں پر اُٹھ کھڑے ہوئے
خود شاہ زیوس اور ملکہ بھی اپنی جگہوں پر
بیٹھے نہ رہ سکے تھے۔

ساہلس نے زمین پر گرے ہوئے ہرکولیس کو
دونوں ہاتھوں سے یوں اُٹھا لیا جیسے ہرکولیس
گوشت پوست کی بجائے موم کا بنا ہوا ہو۔
ساہلس نے ہرکولیس کو دونوں ہاتھوں سے سر سے
بلند کیا اور پھر تیزی سے گھومنے لگا۔ چند لمحے
گھومنے کے بعد اس نے ہرکولیس کو پوری قوت
سے اُچھال دیا۔

ہرکولیس دھم سے زمین پر گرا۔ اس کے منہ
سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور وہ بُری طرح
سے تڑپنے لگا۔ اس کی حالت اس وقت بالکل
ایسی ہی تھی جیسی اس سے پہلے اس نے
اپنے مخالف پہلوان کی کی تھی۔

ساہلس مکروہ انداز میں ہنستا ہوئے آگے
بڑھا اور اس نے تڑپتے ہوئے ہرکولیس کی

ایک ٹانگ پکڑ لی۔ اور اُسے بُری طرح سے
گھسیٹنے لگا۔ اسے ہرکولیس کو یوں بیدردی سے
گھسیٹتے دیکھ کر شاہ زیوس کے قریب بیٹھے
ہوئے کئی پہلوان غصے سے اُٹھ کر کھڑے
ہو گئے۔ مگر شاہ زیوس نے ہاتھ اُٹھا کر اُنہیں
بیٹھے رہنے کا حکم دیا۔ وہ ہونٹ کاٹتے ہوئے
دوبارہ اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔

ساہلس ہرکولیس کو نہایت بیدردی سے گھسیٹتا
ہوا اس طرف آ رہا تھا جہاں شاہ زیوس اور
ملکہ عالیہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ملکہ عالیہ اور شاہ
زیوس کے چہروں پر بے پناہ پریشانی کے آثار
تھے۔ آج تک ہرکولیس نے بڑے سے بڑے
اور طاقتور سے طاقتور پہلوان کو نہایت آسانی
کے ساتھ شکست دی تھی
مگر اُسوقت ایک دُبلا پتلا عام سا انسان اُسے
جس انداز میں زمین پر گھسیٹ رہا تھا، اس
سے معلوم ہوتا تھا کہ آج تک ہرکولیس کے
متعلق جتنے دعوے کئے گئے تھے وہ سب جھوٹ
اور مَن گھڑت تھے۔ شاہ زیوس کے چہرے پر

بے پناہ پریشانی کے تاثرات تھے۔ وہ نہایت
بے چینی کے عالم میں اپنی جگہ پر پہلو پر پہلو
بدل رہے تھے۔ جیسے انہیں اُمید ہو کہ ابھی
ہرکولیس اُٹھ کھڑا ہو گا اور وہ ساہلس کی ہڈیاں
توڑ کر رکھ دے گا۔

ساہلس نے ہرکولیس کو بادشاہ سلامت کے
سامنے یوں اُچھال کر پھینک دیا جیسے ہرکولیس
ایک حقیر اور مُردہ چوہا ہو۔

"لو شاہ زیوس سنبھالو اس طاقت کے
دیوتا کو۔ گھبراؤ نہیں یہ مرا نہیں ابھی زندہ
ہے۔ آج سے طاقت کا دیوتا ہرکولیس نہیں بلکہ
ساہلس ہے، ساہلس"۔ ساہلس نے شاہ زیوس
کے سامنے کھڑے ہو کر نہایت مغرورانہ لہجے
میں کہا۔

ملکہ عالیہ ہرکولیس کی حالت دیکھ کر تڑپ اُٹھی
وہ بے اختیار چیختی ہوئی ہرکولیس کی جانب بڑھ
آئیں۔

"کون ہو تم اجنبی؟ اور تم نے ہرکولیس کو
اس قدر آسانی کے ساتھ کس طرح زیر کر لیا؟

ہرکولیس ہمارا بیٹا ہے۔ اسے طاقت کے دیوتاؤں
نے طاقت عطا کر رکھی ہے۔ اس کا اس طرح
سے شکست کھا جانا اور وہ بھی تمہارے ہاتھوں
ہم تذبذب میں پڑ گئے ہیں۔ ہم یقین سے کہتے
ہیں کہ تم کم از کم انسان ہرگز نہیں ہو سکتے
طاقت کے دیوتا نے جب ہرکولیس کو طاقت دی
تھی تو انہوں نے کہا تھا کہ ہرکولیس کو کم از کم
کوئی انسان ہرگز شکست نہیں دے سکتا۔ سچ
سچ بتاؤ تم کون ہو"۔ شاہ زیوس نے اس کی
جانب دیکھتے ہوئے نہایت گرجدار لہجے میں کہا۔

وہاں پر موجود تمام لوگوں کی نگاہیں ساہلس پر
مرکوز تھیں۔ بادشاہ سلامت کی بات سُن کر ساہلس
ایک زور دار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو شاہ زیوس! میں واقعی
انسان نہیں ہوں۔ لیکن تم نے کھیلوں میں
یہ شرط ہرگز نہیں رکھی تھی کہ ان کھیلوں میں
صرف انسان ہی حصہ لے سکتے ہیں۔ تمہارے
بنائے ہوئے اصولوں کے تحت میں یہ جنگ
جیت چکا ہوں اور انعام کا حق دار ہوں"۔

ساہس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اُسکی آنکھوں میں ایک خوفناک چمک پیدا ہو گئی تھی۔

"ہوں! ٹھیک ہے تم واقعی یہ جنگ جیت چکے ہو۔ ٹھیک ہے مانگو ہم سے کیا مانگتے ہو ہم نے یہی اعلان کر رکھا تھا کہ جو سالانہ کھیلوں میں حصہ لے گا اور وہ تمام کھیل جیت لے گا تو اُسے منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ اب چونکہ تم نے ایک غیر مرئی قوت ہو کر انسان کے بھیس میں آ کر دھوکے سے جنگ جیت لی ہے تو ہم اپنے وعدے سے نہیں مکریں گے۔ کہو کیا چاہیئے تمہیں؟" شاہ زیوس کا لہجہ بے حد دبنگ تھا۔

"مجھے...." یہ کہہ کر ساہس ایک لمحے کے لئے رُکا۔ اس نے ایک نظر میدان میں موجود لوگوں پر ڈالی اور پھر انتہائی سرد لہجے میں کہنے لگا۔

"مجھے ہرکولیس چاہیئے۔ آج کے بعد ہرکولیس میرا غلام ہو گا۔ صرف میرا۔ اس کا تم لوگوں پر اب کوئی حق نہیں رہے گا۔ کہو شاہ زیوس کیا تم اپنے وعدے کے مطابق مجھے یہ انعام

دے سکتے ہو۔" ساہس نے شاہ زیوس کی جانب دیکھ کر کہا۔

اس کی بات سُن کر میدان میں موجود تمام لوگ بُری طرح سے چیخ اُٹھے۔ خود شاہ زیوس کا منہ بھی حیرت کی زیادتی سے کھُل گیا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ساہس ان سے مال و زر کی بجائے اُن کا بیٹا ان کا لختِ جگر ہرکولیس چھین لے گا۔

ہوئیں۔ کچھ ہی دیر بعد ہرکولیس کے جسم میں
جان سی پڑ گئی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے
چھایا ہوا اندھیرا بھی دور ہو گیا تھا۔
اس نے دیکھا وہ اس وقت ایک عجیب و
غریب کمرے میں تھا جس کی دیواریں اُبھری
ہوئی چٹانوں کو کاٹ کر بنائی گئی تھیں۔
کمرے کی چھت بھی ایسی ہی تھی۔ چھت کے

ہرکولیس کے ذہن پر مسلسل اندھیرا چھایا ہوا عین وسط میں سے دو لمبی لمبی اور موٹی
تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس زنجیریں نکلی ہوئی تھیں۔ جن کے سروں سے
کا جسم بالکل بے جان ہو کر رہ گیا ہو۔ ہرکولیس کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔
اندھیرے میں نہ تو اسے کچھ سُجھائی دے رہا اور ہرکولیس ان زنجیروں میں بندھا فضا میں
تھا اور نہ ہی اس کے کانوں میں کسی قسم جھول رہا تھا۔
کی کوئی آواز سُنائی دے رہی تھی البتہ اسے جس جگہ ہرکولیس فضا میں جھول رہا تھا،
یہ احساس ضرور ہو رہا تھا جیسے اس کا ذہن اس کے عین قدموں کے نیچے ایک دائرے
ہلکا پھلکا ہو کر ہوا کے دوش پر اُڑا جا کی صورت میں کوئلے دہک رہے تھے ہرکولیس
رہا ہو۔ چونکہ زیادہ بلندی پر نہیں تھا اس لئے اسے
نہ جانے کب تک اس پر یہی کیفیت آگ کی تپش بہت زیادہ محسوس ہو رہی تھی
طاری رہی۔ پھر آہستہ آہستہ ہرکولیس کو اپنے وہ پریشانی کے عالم میں سوچنے لگا کہ یہ سب
بدن میں توانائی کی لہریں دوڑتی ہوئی محسوس کیا ہے۔ وہ تو اپنی سلطنت میں سالانہ کھیلوں

میں مقابلے کر رہا تھا۔ اس نے تمام کھیلیں
جیت بھی لی تھیں مگر آخری مقابلے میں کسی
ساہلس نامی شخص نے اسے مقابلے کے لئے
للکارا تھا اور ساہلس کا مقابلہ کرتے ہوئے
نہ جانے اسے کیا ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھوں
کے سامنے اچانک اندھیرا آ گیا تھا اور اسے
اپنے جسم سے جان بھی نکلتی ہوئی محسوس
ہوئی تھی۔ اس کے بعد کیا ہوا وہ کچھ نہیں
جانتا تھا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ یہ کون سی جگہ ہے
اور اسے یہاں کون لایا ہے۔ اور سب سے
بڑی بات اسے ان دہکتے ہوئے انگاروں
کے اوپر کس لئے باندھا گیا ہے۔

ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اسی وقت
ہرکولیس کے سامنے والی دیوار شق ہوئی اور
اس میں سے ایک سیاہ رنگ کا عجیب وغریب
چہرہ نمودار ہوا۔ اس چہرے پر سیاہ رنگ
کا گوشت لٹکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس
کے دانت نوکیلے اور ٹیڑھے میڑھے تھے، سر

کے بال آدھے سفید اور آدھے سیاہ تھے۔

"ساہلس۔ تم"۔ ہرکولیس نے اس سیاہ چہرے
کی جانب حیرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے
کہا۔ وہ حیران ہو رہا تھا کہ اس کا جس ساہلس
سے مقابلہ ہوا تھا وہ تو ایک نہایت دُبلا
پتلا اور عجیب انسان تھا اور اس وقت اس
کے سامنے ساہلس کا چہرہ ضرور تھا لیکن پہلے
والے ساہلس سے یہ نہایت خوفناک اور بہت
بڑا چہرہ تھا۔

"ہاں غلام ہرکولیس۔ میں ساہلس ہوں تمہارا
آقا ساہلس"۔ اس بھیانک چہرے نے دیوار
کے پیچھے سے ہرکولیس کی جانب جھانکتے ہوئے
انتہائی غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"غلام۔ آقا۔ کیا مطلب؟" ہرکولیس اس کی
بات سن کر بری طرح سے چونک پڑا۔

"ہاں ہرکولیس۔ تم مجھ سے میدان میں شکست
کھا چکے ہو۔ شاہ زیوس سے میں نے انعام
کے طور پر تمہیں مانگ لیا۔ انہوں نے بلاتامل
میری بات مان لی اور میں تمہیں لے کر یہاں

اپنے خاص محل میں آ گیا۔ آج کے بعد تم یہاں رہو گے ہمیشہ کے لئے اور میرے ہر حکم کی تعمیل کرو گے سمجھے۔ اگر تم نے میرے کسی حکم کو نہ مانا اور میرے حکم کی سرتابی کی تو میں تمہیں اس قدر بھیانک اور لرزا خیز سزا دوں گا جس کے بارے میں تم سوچ بھی نہیں سکتے۔" ساطس کا لہجہ بے حد کرخت اور گرجدار تھا۔ اس کی آنکھیں انگاروں کی مانند سرخ ہو رہی تھیں۔

"اوہ! بابا جان نے انعام کے طور پر مجھے تمہارا غلام بنا دیا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ ٹھیک ہے اگر یہ بابا جان کا حکم ہے تو پھر میں ان کے حکم کی ضرور تعمیل کروں گا۔" ہرکولیس نے پہلے چونک کر اور پھر سر جھٹک کر جواب دیا۔ گو وہ انتہائی طاقت ور اور خوفناک لڑاکا تھا مگر وہ اپنے ماں باپ کا بھی فرمانبردار تھا۔ اگر اس کے ماں باپ اسے کوئی حکم دے دیتے تو وہ اس وقت تک پیچھے نہ ہٹتا جب تک کہ وہ ان کی بات پوری نہ کر لیتا۔

"بہت خوب۔ یہی عقلمندی کا تقاضا ہے۔ اگر تم میرے غلام ہونے سے انکار کرتے تو میں ابھی اور اسی وقت تمہیں اس دہکتی ہوئی آگ میں جلا کر بھسم کر دیتا۔ بہرحال تم تین دن تک اسی جگہ لٹکے رہو گے۔ ان تین دنوں میں تمہیں نہ کھانے کو کچھ ملے گا اور نہ ہی کچھ پینے کو۔ میں تمہارے اندر اس آگ کی قوت بھی بھرنا چاہتا ہوں تاکہ تم میں اتنی طاقت آ جائے کہ نہ تم پر دنیا کا کوئی ہتھیار اثر کر سکے اور نہ ہی کوئی آگ۔ اس کے بعد میں تمہیں یہاں سے نکال لوں گا۔ اور تم سے بڑے بڑے اور عظیم کارنامے حاصل کروں گا۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔" ساطس نے آنکھیں چمکاتے ہوئے اور قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔ پھر دوسرے ہی لمحے ساطس وہاں سے پیچھے ہٹ گیا اور اس کے ساتھ ہی دیوار برابر ہو گئی۔

ہرکولیس ساطس کی بات سن کر پریشان ہو گیا تھا۔ اس کے سارے بدن پر پسینہ چمک رہا تھا۔ لٹکنے کی وجہ سے اس کا سارا جسم

بڑی طرح سے کھنچا ہوا تھا۔ دہکتے ہوئے
انگاروں کی وجہ سے ہرکولیس کو اپنا جسم
تڑپتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

شہزادی دُر شہوار نہایت غضبناک ہو رہی
تھی۔ غصّے کی وجہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو
رہا تھا۔ وہ اس وقت ایک نہایت خوبصورت
اور قیمتی ساز و سامان سے سجے ایک کمرے
میں ایک زر نگار تخت پر بیٹھی ہوئی تھی
اس کے ارد گرد سیاہ اور خوفناک شکلوں والی
لڑکیاں نہایت مودبانہ انداز میں کھڑی تھیں۔
جن میں سے دو سیاہ لڑکیاں اسے مور پنکھ
سے ہوا جھل رہی تھیں۔ اور ایک لڑکی ہاتھ
میں ایک خوبصورت طشت لئے شہزادی کے
سامنے کھڑی تھی۔ طشت میں سُرخ اور سبز رنگ
کا نہایت خوبصورت لباس پڑا تھا۔

"شہزادی صاحبہ! آقا ساہلس کا حکم ہے کہ آپ یہ لباس پہن لیں۔ وہ ابھی چند لمحوں بعد آپ سے ملاقات کرنے کے لئے یہاں آنے والے ہیں۔" سیاہ چہرے والی لڑکی نے لباس والا طشت شہزادی کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا۔

"بکو مت، اور یہ لباس لے جا کر اپنے آقا کے منہ پر دے مارو۔ میں اس کی کوئی بات نہیں مانوں گی۔ چلی جاؤ تم سب یہاں سے میں تمہاری صورتیں بھی دیکھنا نہیں چاہتی۔" شہزادی نے غصے سے طشت پر ہاتھ مار کر اسے دور پھینکتے ہوئے کہا۔

"غصہ نہ دکھاؤ شہزادی۔ مت بھولو کہ تم اس وقت اپنے محل میں نہیں ہو بلکہ میری قید میں ہو۔ اگر میں نے تمہیں زندہ رکھ چھوڑا ہے تو اس کا ناجائز فائدہ مت اٹھاؤ مجھے اگر غصہ آ گیا تو میں تمہیں ہلاک کرنے سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔ سمجھیں۔" اچانک سیاہ لباس میں ملبوس ایک نہایت خوفناک

انسان نے کمرے میں داخل ہو کر شہزادی دُرشہوار کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم۔ کون ہو تم اور تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔ کیا چاہتے ہو مجھ سے؟" شہزادی دُرشہوار نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔ اور تخت پر سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"بیٹھ جاؤ شہزادی! بیٹھ کر بات کرو اور سُنو میرا نام ساہلس ہے اور میں ایک بہت بڑا جادوگر ہوں تمہیں یہاں لانے کا مقصد کیا ہے یہ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا، فی الحال اگر تم زندگی چاہتی ہو تو جیسا میں کہوں کرتی جاؤ اور اگر تم مرنا چاہتی ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ تم اگر میرا کام نہ کرو گی تو اس سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میں کسی اور خوبصورت لڑکی کو اٹھا کر یہاں لے آؤں گا۔ لو یہ پڑیا رکھ لو۔ اس میں زہر ہے۔ اگر تم مرنا چاہو تو اس

زہر کو کھا لینا تم فوراً مر جاؤ گی۔" ساحلس نے
سیاہ لباس کی جیب سے ایک چھوٹی سی پڑیا
نکال کر شہزادی درشہوار کی جانب بڑھاتے
ہوئے کہا۔

شہزادی نے کانپتے ہاتھوں سے اس سے
پڑیا لے لی۔ اس کی پیشانی پر پسینے کے ننھے
ننھے قطرے چمک رہے تھے۔ اور اُسکی آنکھوں
میں بلا کا خوف اُترا ہوا تھا۔

"تت۔ تم کیا چاہتے ہو؟" اس نے خوف
سے پہلے پڑیا اور پھر ساحلس کی جانب دیکھتے
ہوئے پوچھا۔ زہر کھا کر مرنے کے خیال سے
اس کا دل بری طرح سے لرز اُٹھا تھا۔

"خوب! اس کا مطلب ہے تم نے زندہ
رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اچھی بات ہے۔ سب
سے پہلے تو تم اس لباس کو اُٹھاؤ اور اسے
پہن لو۔ اس کے بعد میں تم سے دوسری بات
کروں گا۔" ساحلس نے زہریلے انداز میں مسکراتے
ہوئے کہا۔ پھر وہ مڑا اور نہایت تیزی سے
چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ باہر آ کر وہ

مختلف راہداریوں سے ہوتا ہوا ایک چھوٹے سے
کمرے میں آ گیا۔ اس کمرے میں داخل ہوتے
ہی وہ بڑی طرح سے اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں
حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"تت۔ تم؟" بے اختیار اس کے منہ سے
خوف بھرے انداز میں نکلا۔ دوسرے ہی لمحے
وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹا اور اُس نے
پلٹ کر کمرے سے بھاگ نکلنے کی کوشش کی
مگر عین اسی لمحے اسے ایک زور دار جھٹکا
لگا اور وہ چیختا ہوا مُنہ کے بل زمین پر گر گیا

"بھاگ کہاں رہے ہو ساحلس، ابھی تو میں
نے تم سے بہت سا حساب بے باک کرنا ہے۔"
کمرے میں ایک تیز اور گونجتی ہوئی آواز سُنائی
دی اور ساتھ ہی ساحلس جادوگر کو یوں محسوس
ہوا جیسے اس کی کمر پر ہزاروں من وزن آن
پڑا ہو۔ اس کے منہ سے ایک دلدوز چیخ نکل
گئی۔

ہرکولیس کی حالت بیحد ابتر تھی۔ گرمی کی شدت
سے اس کا دم گھٹا جا رہا تھا۔ اس کا سارا
بدن پسینے سے اس قدر بھیگا ہوا تھا کہ پسینہ
اس کے بدن سے دھاروں کی صورت میں بہتا
ہوا شعلوں پر گر رہا تھا۔ دوسرے یہ کہ لٹکنے
کی وجہ سے اس کا سارا جسم شل ہو رہا تھا۔
وہ بمشکل اپنے حلق سے نکلنے والی چیخوں کو
روک پا رہا تھا۔ اگر اس وقت اس کی جگہ کوئی
اور ہوتا تو یقیناً اس کی موت واقع ہو گئی ہوتی۔
ہرکولیس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ
کیا کرے۔ اپنے باپ کا فرمانبردار بیٹا ہونے کی
وجہ سے اس نے ذہن میں بٹھا لیا تھا کہ وہ

اب ساہلس جادوگر کا غلام ہے اور ساہلس اُسے
جو حکم دے گا اُسے اس کی تعمیل کرنا پڑے
گی۔ اس آگ پر لٹکنا بھی اس کے آقا ساہلس
کا حکم تھا۔ اس لیے وہ مجبور تھا وہ کسی بھی
طرح یہاں سے نکل کر باہر نہیں جا سکتا تھا۔
خواہ اس کی اسی حالت میں موت ہی کیوں نہ
واقع ہو جاتی۔

"ہرکولیس!" اچانک ایک تیز اور گونجتی ہوئی
آواز نے ہرکولیس کو پکارا۔ یہ آواز سن کر ہرکولیس
بُری طرح سے چونک پڑا۔ اس نے نظریں گھما کر
چاروں طرف دیکھا لیکن اسے وہاں کوئی دکھائی
نہ دیا۔

"ہرکولیس! میں تمہارا دوست ہوں۔ میں یہاں
تمہاری مدد کرنے آیا ہوں۔ میری بات غور سے
سُنو ہرکولیس! تم جسے اپنا آقا سمجھ رہے ہو
وہ کوئی انسان نہیں ہے۔ وہ دنیا کے سب سے
بڑے اور خطرناک شیطان دیوتا کا بیٹا ہے۔ اس
نے تمہیں دھوکے سے اپنی شیطانی قوتوں سے
شکست دی تھی ہرکولیس۔ چونکہ اس نے تمہیں

دھوکے سے شکست دی تھی اس لئے تم اس
سے ہارے نہیں ہو۔ تم سالمس کے غلام نہیں
ہو ہرکولیس۔ ہوش میں آؤ۔ اگر تم نے سالمس کا
ساتھ دیا تو بہت نقصان اُٹھاؤ گے۔ اس کا
ساتھ مت دو اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے
اسے ہلاک کر دو۔" آواز نے ہرکولیس سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"مگر! تم کون ہو اور تم مجھے دکھائی کیوں
نہیں دے رہے؟" ہرکولیس نے حیرت بھرے لہجے
میں پُوچھا۔

"میرے بارے میں ابھی مت جانو۔ یہ تمہارے
حق میں بہتر ہو گا۔ جب ضرورت ہوئی تو میں
تمہارے سامنے بھی آ جاؤں گا۔ بس اتنا سمجھ لو
میں تمہارا ہمدرد ہوں۔ اب یہاں سے نکلو اور
سالمس کو تلاش کرو اور وہ تمہیں جہاں دکھائی
دے اسے فوراً ہلاک کر دو۔" آواز نے اسے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔ مگر میں یہاں سے کس طرح نکلوں
نیچے آگ دہک رہی ہے اور چاروں طرف

دیواریں ہی دیواریں ہیں۔ باہر جانے کا کوئی راستہ
ہی دکھائی نہیں دے رہا۔" ہرکولیس نے پریشان
ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"اس آگ کو میں سرد کئے دیتا ہوں اور
تمہاری زنجیریں بھی توڑ دیتا ہوں۔ مگر یہاں سے
باہر نکلنا تمہارا کام ہے۔ دیوار توڑ دو یا کسی اور
ذریعے سے باہر نکلو۔ میں اس سلسلے میں تمہاری
کوئی مدد نہیں کر سکوں گا۔" آواز نے کہا۔

اس کے ساتھ ہی شُوں کی تیز آواز کے
ساتھ ہی ہرکولیس کے نیچے دہکتی ہوئی آگ یوں
بجھتی چلی گئی جیسے اس پر اچانک، گھڑوں پانی
انڈیل دیا گیا ہو۔ جونہی آگ بجھی، کڑاک کی
زور دار آواز کے ساتھ ہرکولیس کی زنجیریں
ٹوٹ گئیں اور ہرکولیس دھڑام سے نیچے آ گرا
اونچائی سے گرنے کی وجہ سے گو اسے
چوٹیں آئیں مگر وہ انہیں برداشت کر گیا۔ اس
نے ایک زور دار جھٹکے سے ہاتھوں میں بندھی
ہوئی باقی زنجیریں بھی توڑ دیں۔ گو کہ لٹکنے کی
وجہ سے اس کے اعصاب سُن ہو چکے تھے

مگر ہرکولیس اس وقت یوں ہشاش بشاش نظر
آ رہا تھے جیسے اُسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"تمہارا بہت شکریہ اجنبی دوست ، اب
اگر یہاں سے باہر نکلنے کے راستے کے بارے
میں بھی بتلا دو تو میں تمہارا احسانمند ہوں گا۔
ہرکولیس نے جسم کو جھٹکتے ہوئے اپنے جسم میں
دوڑتی ہوئی سنسناہٹ کو دور کرتے ہوئے
کہا۔

"نہیں ہرکولیس ! باہر نکلنے کا راستہ تم خود
تلاش کرو گے۔ میں جا رہا ہوں۔ اب تم اپنی
مدد آپ کرو۔" آواز نے کہا اور پھر یکلخت وہاں
خاموشی چھا گئی۔ ہرکولیس نے اس غیبی اجنبی کو
بہت آوازیں دیں لیکن اس سے کوئی جواب
نہ دیا۔ جس سے ہرکولیس نے اندازہ لگایا کہ
وہ جو کوئی بھی تھا جا چکا ہے۔ پھر وہ وہاں
سے باہر نکلنے کا راستہ تلاش کرنے لگا۔

پھر وہ کچھ سوچ کر ایک دیوار کی جانب
بڑھا۔ دیوار پر بڑے بڑے پتھر جڑے ہوئے
تھے۔ ہرکولیس غور سے ان پتھروں کو دیکھتا رہا

پھر اس نے یوں سر ہلایا جیسے وہ کسی خاص نتیجے
پر پہنچ گیا ہو۔

اس نے مٹھی بند کی اور اپنی کلائی پکڑ کر
زور زور سے سانس کھینچنے لگا۔ جیسے اپنی ساری
قوت بازو میں جمع کر رہا ہو۔ پھر اس نے
حلق سے زور دار چیخ مارتے ہوئے دیوار کے
ایک اُبھرے ہوئے پتھر پر زور دار ٹکّہ مارا
ایک دھماکے سے دیوار کا پتھر ٹکڑے ٹکڑے
ہو کر بکھر گیا۔ گو اس طرح ہرکولیس کو بھی بیحد
چوٹ آئی تھی مگر اس نے تکلیف کی پرواہ نہ
کی۔ اس نے اسی طرح ٹکّے مار مار کر دیوار کے
چند پتھر اور توڑے اور پھر بڑے پتھروں کو
نکال نکال کر ایک طرف ڈالنے لگا۔

چند ہی لمحوں میں دیوار میں اتنا بڑا خلا
بن گیا کہ اس میں سے ہرکولیس با آسانی باہر
نکل سکتا تھا۔ پھر ہرکولیس اس خلا میں سے
باہر آ گیا۔ جس جگہ وہ خلا میں سے گزر کر
باہر آیا تھا وہ بھی ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔
ہرکولیس ابھی وہاں سے باہر جانے کے بارے

میں سوچ ہی رہا تھا کہ اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا اور ساہلس اندر داخل ہوا۔ اس کی نگاہ ہرکولیس پر پڑی تو وہ یکلخت اپنی جگہ پر ٹھٹھک گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوف کی زیادتی سے پھیلتی چلی گئیں۔

"تت۔ تم۔" ساہلس کے منہ سے خوف کے عالم میں نکلا۔ ساتھ ہی اس نے پلٹ کر بھاگنے کی کوشش کی مگر اسی وقت ہرکولیس بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اس نے تیزی سے جھک کر ساہلس کی ٹانگ پکڑ لی جس کے نتیجے میں ساہلس منہ کے بل زمین پر گر گیا۔

"بھاگ کہاں رہے ہو ساہلس، ابھی تو میں نے تم سے بہت سا حساب بے باک کرنا ہے۔" ہرکولیس نے غراہٹ بھرے انداز میں کہا اور اُچھل کر ساہلس کی کمر پر چڑھ گیا۔ اس نے ساہلس کے سر کے بال بُری طرح سے اپنی مٹھیوں میں جکڑ لیے۔

"ہر۔ کو۔ لیس۔ تت۔ تم میرے غلام ہو۔ مم مجھے چھوڑ دو۔ ورنہ۔ ورنہ تمہارے حق میں اچھا

نہیں ہو گا۔" ساہلس نے تکلیف کی شدت سے چلاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں واضح طور پر دھمکی تھی۔

"غلام۔ ہونہہ۔ مجھے پتہ چل چکا ہے ساہلس تم نے مجھے دھوکے سے شکست دی تھی، اپنی شیطانی قوت استعمال کر کے۔ میں اس شکست کو تسلیم نہیں کرتا۔ تمہیں اپنی شیطانی قوتوں کے بغیر ایک بار پھر میرا مقابلہ کرنا ہو گا۔ اگر تم پھر جیت گئے اور مجھے چت کرنے میں کامیاب ہو گئے تو میں ہمیشہ کے لئے تمہارا غلام بن جاؤں گا۔ اور اگر تم مجھے شکست نہ دے سکے تو پھر میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ سمجھے۔" ہرکولیس کا لہجہ بیحد سخت تھا۔ ساتھ ہی اس نے ساہلس کی گردن پکڑی اور اسے زبردستی اُٹھا کر کھڑا کر دیا۔

"تت۔ تم زیادتی کر رہے ہو ہرکولیس۔ تمہیں اس کا خمیازہ بُھگتنا پڑے گا۔" تکلیف میں ہونے کے باوجود ساہلس نے انتہائی غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"ہونہہ!" ہرکولیس نے بھی جواباً غرّا کر ہنکارا بھرا اور اسے زبردستی تقریباً گھسیٹنے کے انداز میں دروازے کی جانب لے جانے لگا۔

"ہرکولیس! ختم کر دو، اس کی گردن دبا کر ہلاک کر دو۔ اگر تم نے اسے زندہ چھوڑ دیا تو تمہیں پچھتانا پڑے گا۔ ہلاک کر دو اسے۔ میں کہتا ہوں ہلاک کر دو اسے۔" اچانک ہرکولیس کی سماعت میں وہی آواز سنائی دی۔ جس نے اسے تہہ خانے سے رہائی دلائی تھی۔ آواز بیحد مدہم اور سرگوشیانہ تھی جسے صرف ہرکولیس ہی سن سکا۔

ہرکولیس اس آواز کی جانب متوجہ ہوا ہی تھا کہ اسی وقت جیسے ساہلس کو موقع مل گیا، اس نے یکلخت ایک زور دار جھٹکا مار کر خود کو ہرکولیس کی گرفت سے چھڑوا لیا۔ اس سے پہلے کہ ہرکولیس دوبارہ اسے گرفت میں لیتا، ساہلس یکلخت تیزی سے اُچھلا، دوسرے ہی لمحے بجلی سی چمکی اور ساہلس اچانک وہاں سے غائب ہو گیا۔ اور ہرکولیس فضا میں ہاتھ لہرا کر رہ گیا۔

اسے یوں اچانک غائب ہوتے دیکھ کر ہرکولیس

حیرت کی شدت سے جھٹکا کھا کر رہ گیا اور حیرت کے عالم میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔

"اوہ۔ غضب ہو گیا۔ وہ نکل گیا۔ بھاگ جاؤ ہرکولیس! بھاگ جاؤ یہاں سے۔ وہ تمہیں اب نہیں چھوڑے گا۔ وہ تمہاری جان کا دشمن بن چکا ہے۔ بھاگ جاؤ یہاں سے۔" نادیدہ آواز نے چیخ کر ہرکولیس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

یہ سُنتے ہی ہرکولیس بجلی کی سی تیزی سے کمرے کے دروازے کی جانب جھپٹا اور نہایت تیزی کے ساتھ کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ پھر مختلف راہداریوں میں بھاگتا ہوا وہ ایک بہت بڑے ہال کمرے میں آ گیا۔

کمرے میں ایک حسین و جمیل لڑکی جس نے نہایت خوبصورت لباس پہن رکھا تھا، سہمے ہوئے انداز میں کھڑی تھی۔ اس کے ارد گرد نہایت خوفناک شکلوں والی عورتیں کھڑی تھیں۔ ان میں سے دو عورتوں کے سر بھی کٹے تھے لیکن اس کے باوجود یوں حرکت کر رہی تھیں جیسے ان میں جان ہو۔ ہرکولیس خوبصورت لڑکی اور ان

بلاؤں کو دیکھ کر رُک گیا۔

اسی وقت یکلخت اندھیرا چھا گیا۔ اندھیرا دیکھ کر ہرکولیس بُری طرح سے بوکھلا گیا۔ کمرے میں کسی کی تیز چیخوں کی آواز سُنائی دی اور پھر یکلخت ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ اس کے ساتھ ہی کمرے میں ایک مرتبہ پھر روشنی پھیل گئی۔ اور پھر ہرکولیس کمرے سے اس خوبصورت لڑکی اور دوسری خوفناک شکلوں والی عورتوں کو غائب دیکھ کر بُری طرح سے اُچھل پڑا۔ کمرہ یوں خالی تھا جیسے اس خوبصورت لڑکی اور دوسری خوفناک عورتوں کا وہاں کبھی وجود ہی نہ تھا۔

" ہرکولیس فی الحال میں اپنی محافظ عورتوں اور شہزادی دُرشہوار کو یہاں سے لے جا رہا ہوں مگر یاد رکھو میں بہت جلد واپس آؤں گا اور تم سے اپنی بے عزتی کا ایسا خوفناک بدلہ لوں گا کہ تمہاری آئندہ نسلیں تک میرے نام سے کانپتی رہیں گی" اچانک ساحلس کی آواز کمرے میں گونجی۔ ہرکولیس چونک کر ساحلس کی تلاش میں نظریں دوڑانے لگا مگر اسے ساحلس وہاں

کہیں دکھائی نہ دیا۔

"ایک اور بات کان کھول کر سُن لو ہرکولیس تم زندہ سلامت کھڑے ہو۔ اس کا یہ مطلب مت سمجھ لینا کہ میرے پاس تمہیں ہلاک کرنے کے لئے طاقتیں نہیں ہیں۔ میرے پاس ایسی ایسی خوفناک قوتیں موجود ہیں کہ اگر میں چاہوں تو پورے محل کو ایک لمحے میں جلا کر بھسم کر سکتا ہوں۔ تم میرے سامنے ایک معمولی اور حقیر چوہے کی سی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ مگر اس وقت میں ایک خاص وجہ سے اپنی طلسمی طاقت استعمال نہیں کر سکتا۔ مگر میں تم سے انتقام لینے بہت جلد واپس آؤں گا۔ بہت جلد، اور وہ تمہاری زندگی کا آخری دن ہو گا۔ سمجھے"۔ ساحلس کی تیز اور کرخت آواز سُنائی دی اور پھر وہاں یکلخت خاموشی چھا گئی۔ شاید ساحلس وہاں سے جا چکا تھا۔

ہرکولیس نے اسے آوازیں دیں لیکن ساحلس نے کوئی جواب نہ دیا۔

ہرکولیس وہیں کھڑا پریشانی کے عالم میں ساحلس

شہزادی دُرِشہوار کے بارے میں سوچتا رہا
کہ آخر سالبس اس سے کیا چاہتا تھا؟ اور
شہزادی دُرِشہوار کون ہے۔ کہیں وہی خوبصورت
لڑکی دُرِشہوار تو نہیں تھی اور سالبس شہزادی کو
کہاں اور کیوں لے گیا ہے۔

وہ کافی دیر یونہی سوچ میں گم رہا پھر
وہ کچھ سوچ کر کمرے سے باہر آ گیا۔ وہ بےحد
پریشان اور اُلجھا ہوا تھا۔ مختلف راہداریوں سے ہوتا
ہوا وہ محل سے باہر آ گیا۔

سامنے ایک بہت بڑا میدان دکھائی دے
رہا تھا۔ اس میدان کے آخری حصے پر بڑے
بڑے اور بلند و بالا پہاڑ دکھائی دے رہے
تھے۔ ہرکولیس نے پہاڑوں کو دیکھ کر کندھے اُچکائے
اور پھر محل سے باہر آ کر ان پہاڑوں کی جانب
بڑھنے لگا۔

ابھی اس نے چند ہی قدم اٹھائے تھے کہ
اس کے عقب میں تیز گڑگڑاہٹ اور سناٹے دار
آواز سنائی دی۔ ہرکولیس نے پلٹ کر دیکھا جس
محل سے وہ نکل کر آیا تھا وہ ٹوٹ پھوٹ

رہا تھا۔ اس کی بڑی بڑی دیواریں الگ ہو ہو
کر منہدم ہو رہی تھیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے سارے
کا سارا محل تباہ ہو گیا۔

ہرکولیس نے ہونٹ بھینچ لئے اور پھر وہ
پہاڑوں کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

چڑیوں اور دوسرے پرندوں کی آوازیں سُن کر ہرکولیس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ اس وقت ایک جنگل میں موجود ایک پیڑ پر چڑھا نہایت اطمینان سے سو رہا تھا۔ پہاڑوں پر چڑھ کر اور ایک بہت لمبے راستے سے ہوتا ہوا وہ اس جنگل میں آیا تھا۔ چونکہ سفر کرتے کرتے رات سر پہ آ گئی تھی۔ اس لیے ہرکولیس نے رات جنگل ہی میں بسر کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور پھر وہ ایک مضبوط اور تناور پیڑ پر چڑھ کر سو گیا۔

اس وقت دن خاصا چڑھ آیا تھا۔ سورج کی نرم گرم کرنیں درختوں کے پتوں سے چھن چھن کر اس پر پڑ رہی تھیں۔ ہرکولیس نے ایک

طویل انگڑائی لی اور پھر وہ چھلانگ لگا کر اس پیڑ سے نیچے اُتر آیا۔ اس نے کندھے پر رکھی ہوئی "نی می" کے شیر کی کھال کو کندھے پر اچھی طرح جمایا اور نہایت اطمینان بھرے انداز میں جنگل میں چلنے لگا۔ وہ جنگلی پھل تلاش کر رہا تھا تاکہ وہ انہیں کھا کر اپنی بھوک مٹا سکے۔ تھوڑی سی تلاش کے بعد اسے ایک سرخ رنگ کے رس دار پھلوں والا ایک درخت دکھائی دیا۔ ہرکولیس نے سوچا کہ یہ پھل ضرور میٹھے ہوں گے۔ جنہیں کھا کر وہ اپنی بھوک اور پیاس مٹا سکتا ہے۔

یہ سوچ کر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور درخت کی مضبوط شاخیں پکڑ کر درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ اس نے ایک پھل توڑا اور اُسے کھانے ہی لگا تھا کہ اسی وقت اچانک ایک خوبصورت طوطا ٹیں ٹیں کرتا ہوا پوری قوت سے اس کے پھل والے ہاتھ سے ٹکرایا۔ پھل ہرکولیس کے ہاتھ سے نیچے گر گیا۔ ہرکولیس کو اس طوطے پر بیحد غصہ آیا۔ اس نے ایک اور پھل توڑا اور اُسے

کھانے ہی لگا تھا کہ وہی طوطا ایک بار پھر جھپٹا
اس نے اپنے تیز پنجے ہرکولیس کے ہاتھ پر مارے
ہرکولیس کے ہاتھ سے ایک بار پھر پھل گر گیا۔
اب تو ہرکولیس کو اس پر بے حد غصہ آیا اور وہ
گھور کر اس طوطے کی جانب دیکھنے لگا۔ اس نے
طوطے کو گھورتے ہوئے تیسرا پھل توڑ لیا۔

"خبردار نوجوان! اس پھل کو مت کھاؤ، پھینک
دو اسے۔ پھینک دو اسے" طوطے نے اس
بار ٹیں ٹیں کرتے ہوئے بری طرح سے چیخ کر
کہا۔ اسے انسانی زبان میں بات کرتے دیکھ کر
ہرکولیس بری طرح سے چونک پڑا۔

"کیا مطلب؟ میں اس پھل کو کیوں نہ کھاؤں
اور کیوں پھینک دوں اسے۔ تم آخر چاہتے
کیا ہو۔ پہلے دو بار پنجے مار کر پھل گرا چکے
ہو اور اب کہہ رہے ہو کہ میں پھل نہ
کھاؤں" ہرکولیس نے حیرت اور غصے سے طوطے
کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہاری بھلائی کے لئے ایسا کیا تھا
نوجوان۔ اگر تم ان پھلوں کو کھا لیتے تو تم فوراً

ہلاک ہو جاتے۔ ان پھلوں میں زہر ہے، نہایت
خوفناک زہر جسے تم کھاتے ہی ہلاک ہو جاتے"
طوطے نے ٹیں ٹیں کی آواز نکالتے ہوئے
بتایا۔ اور ہرکولیس حیران ہو کر اس کا منہ تکنے لگا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں نوجوان۔ اس درخت کی
جڑوں میں سرخ ناگ کا جوڑا رہتا ہے۔ وہ اپنی
خوراک اسی درخت سے حاصل کرتے ہیں اور اپنا
زہر اُگلتے رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے نہ صرف
یہ پھل بلکہ سارا درخت زہریلا ہو چکا ہے۔ اگر
تمہیں میری بات کا یقین نہیں تو اس پھل کو
توڑ کر دیکھ لو" طوطے نے جواب دیتے ہوئے
بتایا۔ ہرکولیس کو اس کی بات کا یقین نہیں آ رہا
تھا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پھل کو
دو حصوں میں تقسیم کیا تو اسے واقعی طوطے
کی بات پر یقین کرنا پڑا۔

پھل باہر سے سرخ رنگ کا دکھائی دے رہا
تھا مگر اندر سے اس کا رنگ سبزی مائل تھا۔
اور اس میں سے عجیب سی بُو اُٹھ رہی تھی۔
ہرکولیس نے جلدی سے اس پھل کو نیچے پھینک دیا۔

"تمہارا بہت بہت شکریہ دوست۔ اگر تم واقعی میری مدد نہ کرتے تو شاید میں زندہ نہ بچتا۔ مگر تم کون ہو؟ میں آج پہلی بار کسی پرندے کو انسانوں کی طرح باتیں کرتا دیکھ رہا ہوں۔ کیا تم سچ مچ کوئی پرندے ہو۔" ہرکولیس نے احسانمند نگاہوں سے طوطے کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں نوجوان! میں بھی تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں۔ سالبس نامی ایک جادوگر نے مجھے طوطا بنا دیا ہے۔ میرا نام زکاس ہے۔" طوطے نے مغموم لہجے میں بتایا۔ اور اس کی بات سن کر ہرکولیس نہ صرف حیران رہ گیا بلکہ وہ سالبس کا نام سن کر بڑی طرح چونک اٹھا تھا۔

"سالبس نے تمہیں طوطا بنا دیا ہے۔ اوہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تمہاری سالبس سے کیا دشمنی تھی؟ اس نے تمہیں طوطا کیوں بنایا ہے۔" ہرکولیس نے تیز لہجے میں سوال کر ڈالے اس کی آنکھوں میں شدید حیرت لہرا رہی تھی۔

"میں ملک "تاشام" کا شہزادہ ہوں۔ تمہیں بتا

چکا ہوں میرا نام زکاس ہے، شہزادہ زکاس۔ دراصل مجھے شکار کھیلنے کا بہت شوق ہے۔ میں اکثر شکار کھیلنے کے لئے دور دراز کے جنگلوں میں اکیلا نکل جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں شکار کھیلنے کے لئے اس جنگل میں آ پہنچا میں نے سن رکھا تھا کہ اس جنگل میں شیر اور دوسرے درندوں کی کثرت ہے۔ میں اس جنگل میں پہنچا تو اچانک میری نظر ایک بہت بڑے اژدھے پر پڑی۔ اس اژدھے کی جسامت اور لمبائی بہت زیادہ تھی۔ وہ ایک نہایت خوبصورت ہرنی کے پیچھے رینگ رہا تھا۔ شاید وہ اس ہرنی کو سالم نگلنے کا ارادہ رکھتا تھا مجھے نہ جانے کیوں اس معصوم ہرنی پر بے حد ترس آیا۔

میں نے اس ہرنی کو بچانے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن اس سے قبل کہ میں کچھ کرتا اژدھے نے زور سے سانس کھینچا اور دوسرے لمحے ہرنی اڑتی ہوئی اس کے کھلے ہوئے منہ میں جا پڑی۔ اس نے سچ مچ ہرنی کو سالم نگل

لیا تھا۔ مجھے ہرنی کی موت کا بیحد افسوس ہوا اور
اس اژدھے پر بیحد غصہ آیا۔ چنانچہ میں نے غصے
سے اپنا تیر کمان سنبھالا اور تاک تاک کر اژدھے
کو تیر مارنے لگا۔ میرا نشانہ بے حد پختہ اور اچھا
تھا۔ میں نے زیادہ تر تیر اژدھے کی گردن ،
اس کے کھلے ہوئے منہ اور آنکھوں پر مارے
جس کے نتیجے میں اژدہا بری طرح سے تڑپنے
لگا۔ اس کے منہ سے تکلیف کی وجہ سے خوفناک
دھاڑیں نکل رہی تھیں۔

میں آگے بڑھا اور اپنی تلوار کی مدد سے
اس اژدھے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ جونہی
میں اژدہے کو مار کر فارغ ہوا۔ اچانک دور
سے ایک لمبا اور عجیب و غریب شکل و صورت
والا دیو نما انسان بھاگتا ہوا مجھے اپنی طرف آتا
نظر آیا۔ وہ بے حد غصے میں دکھائی دے رہا
تھا۔ اس کے بال بری طرح سے بکھرے ہوئے
تھے اور اس کے ہاتھوں میں لمبی لمبی دو تلواریں
چمک رہی تھیں۔ میں حیرانی سے اس کی جانب
دیکھنے لگا۔ وہ میرے قریب آیا اور نہایت

غضبناک انداز میں تلواروں کے ساتھ مجھ پر پل
پڑا۔

"تم نے میرے بیٹے کو ہلاک کر دیا ہے۔ میں
تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں تمہارے جسم
کا قیمہ بنا دوں گا۔ مار ڈالوں گا تمہیں۔" وہ
غصے سے چیخ کر بولا اور مجھ پر تلواروں کے
خوفناک وار کرنے لگا۔ جس انداز میں وہ مجھ پر
حملے کر رہا تھا۔ اس سے مجھے اپنا دفاع کرنا
بیحد مشکل ہو رہا تھا۔ میں حیران تھا کہ آخر یہ
ہے کون اور خواہ مخواہ مجھ سے کیوں لڑ رہا
ہے۔ اور وہ مجھ سے کیوں کہہ رہا ہے کہ میں
نے اس کے بیٹے کو ہلاک کر دیا ہے۔ اور
اس کا بیٹا کون تھا۔ اچانک مجھے ٹھوکر لگی
اور میں نیچے گر پڑا۔ وہ نہایت جارحانہ انداز میں
میری طرف بڑھا تاکہ تلواروں کی مدد سے میرے
ٹکڑے کر کے رکھ دے۔ مگر عین اسی وقت
ایک کراہتی ہوئی آواز وہاں سنائی دی۔

"بابا! مجھے بچا لو میں مر رہا ہوں۔" یہ آواز
سن کر وہ جہاں تھا وہیں رک گیا۔ اس نے

تلواریں ایک طرف پھینکیں اور بھاگتا ہوا اس
اژدھے کی جانب بڑھ گیا جس کے میں نے
ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے۔

میں اسے بھاگتا دیکھ کر جلدی سے اس
کے پیچھے لپکا۔ مگر اس نے اچانک پلٹ کر اپنی
ہتھیلی پھیلائی۔ اس کی ہتھیلی میں سے نیلے رنگ
کی لہریں لیتی ہوئی روشنی نکل کر میرے بدن
پر پڑی۔ مجھے ایک زور دار جھٹکا لگا اور میں
کئی فٹ فضا میں اُچھلا اور پُشت کے بل
پوری قوت سے پیچھے موجود ایک درخت کے
تنے سے جا ٹکرایا۔ میرے حلق سے ایک خوفناک
چیخ بلند ہوئی اور میں بے ہوش ہو گیا۔

جب مجھے ہوش آیا تو میں اس طوطے
کے روپ میں تھا اور ایک پنجرے میں بند
تھا۔ پنجرے کو ساہلس جادوگر نے اپنے قلعے میں
موجود ایک کمرے میں لٹکا رکھا تھا۔ جس کمرے
کی چھت کے ساتھ میرا پنجرہ لٹکا ہوا تھا اس
کمرے میں سنہرے رنگ کا ـــــ خوفناک شکل
والا ایک بُت بھی تھا۔ اس بت کی شکل شیر

جیسی تھی۔ ساہلس جادوگر نے اس اژدھے کے
ٹکڑے اس شیر نما بُت کے سامنے ڈال
رکھے تھے اور خود نہایت مؤدبانہ انداز میں
شیر نما بُت کے سامنے جُھکا رو رو کر اُسے
پکار رہا تھا۔

"عظیم کانوس دیوتا۔ ایک ظالم انسان نے
میرے بیٹے کو ہلاک کر دیا ہے۔ عظیم دیوتا!
میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ میں اپنے بیٹے کے
بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ میرے بیٹے کو دوبارہ
زندگی دے دیں دیوتا۔ میں اپنے بیٹے کو دوبارہ
زندہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ عظیم دیوتا! میں نے
برسوں تمہاری عبادت کی ہے میں اس عبادت
کا اجر مانگنا چاہتا ہوں۔ میری بات غور سے
سُنو عظیم دیوتا۔ میرے بیٹے کو زندہ کر دو۔
زندہ کر دو میرے بیٹے کو۔" وہ کہے جا رہا
تھا۔ پھر اچانک میں نے اس شیر نما بُت
میں جان پڑتے دیکھی۔ وہ واقعی زندہ ہو رہا
تھا۔ چند ہی لمحوں میں س بت میں سچ مچ
جان پڑ گئی۔

"ہم آ گئے ہیں سالس۔ ہم نے تمہاری فریاد
سُن لی ہے۔ سُنو اگر تم اپنے بیٹے کو دوبارہ
زندہ دیکھنا چاہتے ہو تو جاؤ اور جا کر ملک
ویگاس کی شہزادی جو دنیا کی سب سے حسین
ترین شہزادی ہے کو اُٹھا کر لے آؤ۔ لے
لا کر چاند کی چودھویں رات کو ہمارے قدموں
میں قربان کرو۔ اور اس کے بعد جزیرہ کریٹ
کے طاقت ور نوجوان اور طاقت کے دیوتا
ہرکولیس کو بھی یہاں لے آؤ۔ ہم ہرکولیس کے
جسم سے اس کی جان نکال لیں گے اور تمہارے
بیٹے کی روح ہرکولیس کے جسم میں ڈال کر اُسے
ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیں گے۔ جاؤ اور ہرکولیس
کو پکڑ کر نوکوما کی آگ پر لٹکاؤ اور جب
تم شہزادی دُرشہوار کو مجھ پر قربان کر دو تو
پھر بعد میں ہرکولیس کو ہمارے سامنے لانا۔
خبردار! ہرکولیس کو اس وقت تک آگ پر سے
نہ اتارنا جب تک تم شہزادی دُر شہوار کو
ہم پر بھینٹ نہ چڑھا دو۔" شیر نما بُت جو
زندہ ہو گیا تھا گرجدار آواز میں کہتا چلا گیا

اور پھر وہ دوبارہ اُسی طرح بُت بن گیا۔
اُسی وقت میرے پنجرے کا دروازہ خود بخود
کُھل گیا۔ میں نے موقع غنیمت جانا اور جلدی
سے پنجرے میں سے نکل کر باہر آ گیا۔ مجھے
انسان سے پرندہ بننے پر بے حد دُکھ ہو رہا تھا
لیکن میں جانتا تھا کہ اگر میں یہاں سے
فرار نہ ہوا تو سالس جادوگر یقیناً مجھے ہلاک
کر دے گا۔ چنانچہ میں اس کے قلعہ نما محل سے نکل
کر جنگل میں آ گیا۔ اب میں کئی روز سے
یہاں جنگل میں رہ رہا ہوں۔" طوطا زکاس کہتا
چلا گیا۔

ہرکولیس کا منہ حیرت سے کُھلا ہوا تھا وہ
اس کی جانب ایسی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا
جیسے اس کی باتوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"اوہ! تو سالس اسی لئے شہزادی دُرشہوار
کو اپنے ساتھ لے گیا ہے اور اُس نے مجھے
دھوکے سے آگ کے شعلوں پر لٹکایا تھا۔"
ہرکولیس کے منہ سے غراہٹ بھرے انداز میں
نکلا اور اس کی بات سُن کر اس بار زکاس

چونک پڑا۔

"کیا مطلب ؟ تم ۔ تم " اس کے مُنہ سے حیرت بھرے لہجے میں نکلا اور وہ غور سے ہرکولیس کی جانب دیکھنے لگا۔

"ہاں میں ہی ہرکولیس ہوں اور جو باتیں تم نے مجھے بتائی ہیں وہ مجھ پر گزر چکی ہیں لیکن مجھے اس بات کا اصل مقصد سمجھ میں نہیں آ رہا تھا" ہرکولیس نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا اور ساری بات تفصیلاً زکاس طوطے کو بتا دیں۔

"اوہ ! اس کا مطلب ہے شہزادی دُرشہوار اس ظالم جادوگر کے قبضے میں ہے ۔ اوہ ! یہ تو بہت بُرا ہوا ۔ کچھ کرو ہرکولیس ۔ کسی طرح شہزادی کو اس ظالم کے پنجے سے بچا لو ورنہ وہ بچ مچ اُسے دیوتا کی بھینٹ چڑھا دے گا۔ ہرکولیس ! تم نہیں جانتے شہزادی دُرشہوار میری منگیتر ہے اور چند روز بعد میری اُس سے شادی ہونے والی ہے ۔ کچھ کرو ہرکولیس اگر شہزادی کو کچھ ہو گیا تو اُس کے

بغیر میں بھی زندہ نہیں رہوں گا" زکاس نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"تم گھبراؤ نہیں دوست ، شہزادی کو کچھ نہیں ہو گا۔ تم بس مجھے ساہلس کے محل تک لے چلو۔ پھر دیکھو میں ساہلس کا کیا حشر کرتا ہوں" ہرکولیس نے زکاس کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں تمہیں ساہلس تک ضرور لے چلوں گا ہرکولیس لیکن پہلے تم کچھ کھا پی لو۔ آؤ میں تمہیں میٹھے پھلوں والے درخت کے پاس لے چلوں" زکاس نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ہرکولیس نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ جلدی سے چھلانگ مار کر اس زہریلے درخت سے نیچے اتر آیا۔

عین اسی لمحے جنگل کی فضا شیر کی خوفناک دھاڑ سے گونج اُٹھی۔ شیر کی دھاڑ سُن کر ہرکولیس یکلخت ٹھٹھک گیا۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک اُبھر آئی اور بے اختیار اس کے اعصاب تن گئے۔

"اوہ! یہ تو اس جنگل کے سب سے خطرناک شیر کی دھاڑ ہے۔" زکاس کے منہ سے گھبرائے ہوئے لہجے میں نکلا۔ اس وقت مختلف سمتوں سے اسی طرح کی کئی اور بھی دھاڑیں سنائی دیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ خطرہ ہرکولیس۔ شدید خطرہ۔ تم شدید خطرے میں ہو ہرکولیس۔ جلدی کرو کسی بہت اونچے درخت پر چڑھ جاؤ۔ اوہ! اس طرف ایک نہیں سیاہ شیروں کا پورا غول آ رہا ہے۔ جلدی کرو ہرکولیس! شیروں کی دھاڑ بتلا رہی ہے کہ یہ سب کے سب بھوکے ہیں، اور کسی شکار کی تلاش میں ہیں۔ جلدی کرو ہرکولیس ان کا رخ اسی جانب ہے۔ چڑھ جاؤ کسی اونچے درخت پر۔" زکاس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اس سے پہلے کہ ہرکولیس کسی درخت پر چڑھتا، اسی وقت جھاڑیوں کے پیچھے سے ایک سیاہ رنگ کا نہایت قوی ہیکل شیر اچھل کر باہر آ گرا۔ شیر کی جسامت بلا شبہ دس شیروں کے

برابر تھی۔ اس کے پنجوں کے ناخن بے حد تیز تھے اس کے نوکیلے دانت بھی عام شیروں کی نسبت لمبے اور تیز تھے۔

وہ جھاڑیوں سے نکل کر اپنی جگہ پر رک گیا اور اپنی گول گول اور سرخ آنکھوں سے اس کی جانب دیکھنے لگا۔ ہرکولیس اپنی جگہ پر ٹھٹھک گیا تھا۔

اسی لمحے مختلف جھاڑیوں میں سے اسی رنگ اور جسامت کے کئی شیر اور باہر نکل آتے۔ ان کے حلق سے خوفناک غراہٹیں نکل رہی تھیں ان کی تعداد دس تھی۔ پہلی بار ہرکولیس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ ایک دو شیروں کا خالی ہاتھ مقابلہ کرنا تو اس کے لئے آسان تھا مگر اکٹھے دس شیر۔ وہ ایک لمحے کے لئے خوف سے جھرجھری لے کر رہ گیا۔ وہ شیروں کے نرغے میں بری طرح سے گھر چکا تھا۔ اب اس کا بغیر مقابلے کے ان شیروں کے نرغے سے نکلنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی تھا۔

"اف! یہ کیا ہو گیا؟ اب تمہارا بچنا

ناممکن ہے ہرکولیس۔ یہ شیر اکیلا ہوتا تب بھی
تمہارے لئے اس کا مقابلہ کرنا ناممکن ہوتا۔
مگر یہ ایک نہیں پورے دس شیر ہیں،
اب تم نہیں بچ سکتے ہرکولیس"، زکاس نے
سرد آہ بھرتے ہوئے کہا اور پھُر سے اُڑ
کر دور چلا گیا اور ایک درخت کی اونچی
شاخ پر بیٹھ کر بے بسی کے عالم میں ہرکولیس
کی جانب دیکھنے لگا۔ اُسے یقین ہو چکا تھا کہ
اب ہرکولیس بس چند لمحوں کا مہمان ہے۔ پھر
اس کے جسم کی ایک بوٹی بھی کہیں دکھائی نہ
دے گی۔ وہ ان شیروں کی درندگی پہلے بھی
کئی بار دیکھ چکا تھا۔

عین اس وقت ایک شیر نے خوفناک دھاڑ
ماری اور پوری قوت سے اُچھل کر ہرکولیس پر
جھپٹا۔ زکاس نے شیر کو ہرکولیس پر جھپٹتے دیکھا
تو خوف سے اس نے اپنی آنکھیں موند لیں۔

جونہی شیر اُچھل کر ہرکولیس کی جانب آیا،
ہرکولیس بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہو
گیا۔ شیر اپنی جھونک میں پیچھے جا گرا۔ اسی اثنا
میں دو شیر اور اُچھلے اور انہوں نے نہایت
تیزی سے ہرکولیس کی ٹانگیں اپنے منہ میں
دبا لیں۔ ہرکولیس نے بجلی کی سی پھرتی کا مظاہرہ
کرتے ہوئے ان کے حملے سے خود کو بچایا
اور پوری قوت سے ایک شیر کے منہ پر
لات مارتے ہوئے گھوما اور دوسرے شیر کی
گردن میں ہاتھ ڈال کر ایک زوردار جھٹکا
دیتے ہوئے اُسے فضا میں اُچھال دیا۔ اس
سے قبل کہ وہ نیچے گرتا ہرکولیس نے اسے فضا

میں ہی دبوچا اور اس کی گردن پکڑ کر ہرکولیس نے اپنے
پیروں پر تیزی سے گھومتے ہوئے ایک جھٹکے
سے دوسرے شیروں کی جانب اچھال دیا۔

شیر بُری طرح سے دھاڑنے لگے۔ اور نہایت
غضبناک انداز میں ہرکولیس پر جھپٹنے لگے۔ مگر ہرکولیس
تو بجلی بنا ہوا تھا۔ وہ تنہا اور نہتا دس شیروں
کا مقابلہ کر رہا تھا۔ شیر ابھی تک اسے ہلکا سا
پنجہ مار کر زخمی بھی نہ کر پائے تھے۔ جبکہ ہرکولیس
اب تک دو شیروں کو ہلاک کر چکا تھا۔

اپنے ساتھیوں کو ہلاک ہوتے دیکھ کر شیروں
کا غصے سے بُرا حال ہو رہا تھا۔ اور وہ انتہائی
غضبناک انداز میں اُچھل اُچھل کر ہرکولیس پر جھپٹ
رہے تھے۔ مگر ہرکولیس نہایت تیزی سے اپنے
ہاتھ پاؤں چلا رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس
نے آٹھ شیروں کو ہلاک کر ڈالا۔ اب اس کے
سامنے دو شیر باقی رہ گئے تھے۔

دونوں شیروں کے منہ سے نہایت خوفناک
غراہٹیں نکل رہی تھیں۔ اچانک ایک شیر اُچھلا
اور تقریباً ہوا میں اُڑتا ہوا ہرکولیس کی جانب

آیا۔ ہرکولیس کی نگاہ اس وقت دوسرے شیر پر
تھی جو دائیں بائیں گھوم کر اس پر حملہ کرنے کا
سوچ رہا تھا۔ اس لمحے ہرکولیس کی نگاہ دوسرے
شیر پر سے ایک لمحے کے لئے ہٹ گئی تھی۔
یہی وہ لمحہ تھا جب دوسرا شیر بھی بجلی کی
رفتار سے اس پر جھپٹا۔ پہلا شیر ہرکولیس سے
ٹکرایا اور اسے لئے ہوئے زمین پر گر گیا۔
اتنے میں دوسرے شیر نے ہرکولیس کی ایک
ٹانگ پکڑ لی اور اسے بُری طرح سے گھسیٹنے
لگا۔

ہرکولیس نے اپنی دوسری ٹانگ سے شیر کے
منہ پر ضرب لگانے کی کوشش کی۔ مگر دوسرا شیر
جو اس کے سینے پر سوار تھا اس نے اسے
اتنا موقع ہی نہ دیا۔ وہ ہرکولیس کے منہ پر
پنجے مارنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر ہرکولیس نے
اس کی دونوں ٹانگیں مضبوطی سے پکڑ رکھی تھیں
اور اسے اپنے اوپر سے پرے دھکیلنے کی
کوشش کر رہا تھا مگر دوسرا شیر جس نے اس
کی ٹانگ منہ میں دبا رکھی تھی۔ اسے اس

بُری طرح سے گھسیٹتا ہوا ایک طرف لئے جا
رہا تھا۔ کہ ہرکولیس بے بس سا ہو کر رہ گیا
تھا۔ اچانک ہرکولیس نے اپنے سینے پر چڑھے
ہوئے شیر کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور اُسے
پرے اچھال دیا۔

اس سے قبل کہ وہ شیر دوبارہ اس پر حملہ کرتا
ہرکولیس نے برق رفتاری سے کروٹ بدلی اور زوردار
جھٹکے سے اپنی ٹانگ دوسرے شیر کے منہ سے نکال
لی۔ گو اس طرح اس کی ٹانگ پر شیر کے دانتوں
کی بے پناہ خراشیں آئی تھیں مگر ہرکولیس ان کی
پرواہ کئے بغیر اُچھل کر تیزی سے کھڑا ہو گیا۔

اب ایک بار پھر دونوں شیر اس کے سامنے کھڑے
خوفناک انداز میں دھاڑ رہے تھے مگر ہرکولیس کی نگاہیں
ان دونوں پر مرکوز تھیں۔ اچانک ایک شیر اُچھلا۔ ہرکولیس
نے نہایت تیزی سے خود کو جھکاتے ہوئے شیر
کی گردن دبوچ لی۔ اسی وقت دوسرا شیر بھی اسی طرح
اُچھلا اور ہرکولیس نے دوسرے ہاتھ سے اس کی گردن
بھی دبوچ لی۔ اب صورت حال یوں تھی کہ دونوں
بازوؤں میں دونوں شیروں کی گردنیں تھیں اور ہرکولیس

ان دونوں شیروں کو لے کر تیزی سے اپنی
ٹانگوں پر گھومنے لگا۔ دونوں شیر اُس کی
پسلیوں پر پنجے مارنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے
تھے۔ مگر ہرکولیس نے ان کی گردنیں اس انداز
میں اپنے بازوؤں میں جکڑ رکھی تھیں کہ وہ
ہرکولیس کے جسم پر ہلکی سی بھی خراش نہ ڈال
پائے تھے۔

ہرکولیس نے تیزی سے گھومتے ہوئے دونوں
شیروں کو ایک جھٹکے سے اچھال دیا۔ دونوں شیر
اُڑتے ہوئے پوری قوّت سے، دو درختوں
کے تنوں سے ٹکرائے اور زمین پر گر کر بُری
طرح سے تڑپنے لگے۔

ہرکولیس نے اپنی پوری طاقت صرف کر کے
انہیں پھینکا تھا جس کی وجہ سے ان دونوں
شیروں کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ اور وہ چند
لمحے تڑپنے کے بعد ہلاک ہو گئے۔ شیروں کو ہلاک
کرنے کے بعد ہرکولیس نے نہایت مطمئن انداز
میں دونوں ہاتھ جھاڑے۔ اس کا انداز بتلا رہا
تھا جیسے اس قدر خوفناک اور خطرناک شیروں کا

مقابلہ کرنے میں اسے بالکل لطف نہ آیا ہو
اور اس نے شیروں کی بجائے عام چیونٹیوں کو
ہلاک کیا ہو۔

اسی وقت زکاس ٹیں ٹیں کرتا ہوا ہرکولیس
کے کندھے پر آ بیٹھا۔

"تعجب انگیز۔ انتہائی تعجب انگیز۔ میں کبھی سوچ
بھی نہیں سکتا تھا ہرکولیس کہ تم اس قدر طاقتور
ہو گے۔ وس شیروں کو تم نے بغیر کسی ہتھیار
کے استعمال کئے ہلاک کر دیا۔ واقعی اگر میں نے
اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہوتا تو قیامت تک
مجھے کسی کی بات پر یقین نہ آتا کہ سیاہ شیروں
کو بھی ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ سچ مچ ہرکولیس
تمہارے جسم میں تو بجلی بھری ہوئی ہے۔ تم
جس انداز میں شیروں کا مقابلہ کر رہے تھے
یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے تمہارے سامنے
شیر نہیں بلکہ عام بھیڑیں ہوں۔ بہت خوب
ہرکولیس! بہت خوب۔ اب مجھے یقین ہے کہ
سالمس بھی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ اس
کی موت بھی تمہارے جیسے بہادر اور طاقتور

انسان کے ہاتھوں لکھی ہوئی ہے۔" زکاس نے
ہرکولیس کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے
ملاتے ہوئے کہا۔

ہرکولیس اس کی بات سُن کر مسکرا دیا اور
خشک پتے لے کر زخمی پاؤں کا خون صاف
کرنے لگا۔

"اوہ! ہرکولیس تم تو زخمی بھی ہو گئے ہو
ٹھہرو۔ اس جنگل میں ایک خاص بُوٹی موجود ہے
جس کے لگانے سے انسان کے جسم پر لگنے
والا بڑے سے بڑا زخم فوراً ٹھیک ہو جاتا ہے۔"
زکاس نے چونک کر کہا۔

"اوہ! تو پھر جلدی سے مجھے اس بوٹی کے
بارے میں بتاؤ۔ کہاں ہے وہ۔ پاؤں کا زخم
خاصا گہرا ہے۔ خون بھی نکل رہا ہے۔ کہاں ہے
وہ بُوٹی مجھے بتاؤ۔" ہرکولیس نے جلدی سے کہا۔

"اُس طرف چلو۔ اُن جھاڑیوں کی طرف،
وہاں باریک باریک سُرخ بالوں جیسی بُوٹی ہے
وہی بوٹی ہے زخم ٹھیک کرنے والی۔" زکاس
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس کی بات سُن کر ہرکولیس تیزی سے ان جھاڑیوں کی جانب بڑھا جس کی جانب زکاس نے اشارہ کیا تھا۔ تھوڑی سی تلاش کے بعد واقعی اسے سرخ بالوں جیسا عجیب پتیوں والا پودا دکھائی دیا جس کی جانب زکاس نے اشارہ کیا تھا۔ اس میں سے عجیب سی کسیلی مہک اُٹھ رہی تھی۔

"یہی ہے ہرکولیس۔ یہی ہے وہ بُوٹی۔ اسے دونوں ہاتھوں سے مسل کر اپنے زخموں پر لگا لو۔ تمہارے زخم فوراً ٹھیک ہو جائیں گے۔ میں نے یہ بوٹی ایک شکاری کو استعمال کرتے دیکھا تھا۔ وہ زخمی تھا اس نے بوٹی کو ہاتھوں میں مسل کر اپنے زخم پر لگایا تو اس کے زخم فوراً ٹھیک ہو گئے تھے۔" زکاس نے کہا اور ہرکولیس نے سر ہلا کر جلدی سے ان ریشوں کو توڑ لیا۔ اس میں سرخ رنگ کا رس سا بھرا ہوا تھا۔ ہرکولیس نے دونوں ہاتھوں میں بُوٹی کو مسلا اور اسے اپنی زخمی ٹانگ پر لگانے لگا۔ اور پھر واقعی جوں جوں وہ مسلی ہوئی بُوٹی اپنے زخموں

پر لگاتا گیا حیرت انگیز طور پر اس کے زخموں سے نکلتا ہوا خون رُک گیا۔ نہ صرف خون رُک گیا بلکہ ہرکولیس ان زخموں کی وجہ سے جو تکلیف محسوس کر رہا تھا وہ بھی جاتی رہی۔

"بہت خوب واقعی بڑی کارآمد بُوٹی ہے،" ہرکولیس نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ابھی کچھ ہی دیر میں تمہارے سارے زخم بھی ختم ہو جائیں گے۔" زکاس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ہرکولیس نے بھی جواباً سر ہلا دیا۔

"میرا خیال ہے پہلے تم کچھ پھل وغیرہ کھا لو ہرکولیس اور کچھ دیر آرام کر لو۔ تم خاصے تھک گئے ہو گے؟ تھوڑی دیر میں مَیں تمہیں سالس کے محل میں لے چلوں گا۔" زکاس نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"نہیں! آرام کرنے کی مجھے خاص ضرورت نہیں۔ یہ جنگل خطرناک معلوم ہوتا ہے۔ کہیں کوئی اور جانور آ گیا تو خواہ مخواہ وقت ضائع ہو گا۔ میں جلد سے جلد سالس کے محل تک پہنچ جانا

چاہتا ہوں۔ کہیں وہ شہزادی دُرشہوار کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔" ہرکولیس نے پُرتشویش لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ واقعی تم ٹھیک کہتے ہو۔ ساہس ایک شیطان صفت انسان ہے۔ اس کا کوئی بھروسہ نہیں اپنے بیٹے کو دوبارہ زندگی دلانے کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ تمہاری بجائے کسی اور طاقت ور انسان کو اُٹھا کر اپنے محل میں لے جائے اور اس کے جسم میں اپنے بیٹے کی جان ڈال دے۔ تم ٹھیک کہتے ہو ہرکولیس! ہمیں ابھی اس کے محل کی جانب روانہ ہو جانا چاہیے۔ آؤ دائیں طرف پھلوں کے درخت ہیں وہاں تم اپنی بھوک پیاس تو مٹاؤ پھر ہم ساہس کی طرف چلتے ہیں۔" زکاس نے جلدی سے کہا اور ہرکولیس نے سر ہلا دیا۔

ساہس تیز تیز قدم اُٹھاتا ہوا مختلف راہداریوں سے گزر رہا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں شہزادی دُرشہوار کو اُٹھا رکھا تھا۔ شہزادی دُرشہوار کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ بے ہوش دکھائی دے رہی تھی۔

ساہس مختلف راہداریوں سے گزرتا ہوا ایک بہت بڑے ہال نما کمرے میں آ گیا۔ کمرے میں ہر طرف ستون ہی ستون دکھائی دے رہے تھے۔ ان ستونوں کی شکلیں انسانوں جیسی تھیں۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے پتھر کے انسانوں نے ہاتھوں پہ کمرے کی چھت اُٹھا رکھی ہو۔ دیکھنے میں تمام انسان پتھر کے معلوم ہو رہے تھے مگر ان

کی آنکھوں میں زندگی کی چمک موجود تھی۔ ان
سب کی گردنیں چاروں طرف گھوم رہی تھیں۔
ان سب کے منہ کھلے ہوئے تھے۔ اور ان
کے کھلے ہوئے منہ سے آگ کی چنگاریاں نکل
رہی تھیں۔ اور ان کے نتھنوں سے سیاہ دھویں
کے بھبکے سے نکلتے ہوئے دکھائی دے رہے
تھے۔ جونہی ساہس شہزادی دُرشہوار کو لئے ہوئے
اس کمرے میں داخل ہوا۔ اُن کے نتھنوں سے
دھواں تیزی سے نکلنے لگا۔ اور کھلے ہوئے منہ
سے چنگاریوں کی بجائے آگ کے شعلے نکلنے لگے۔

"خبردار کانوس دیوتا کے پجاریو! میں ساہس
کانوس دیوتا کے خدمت میں حاضری دینے جا
رہا ہوں۔ مجھے راستہ دے دو" ساہس نے جلدی
سے سر اُٹھا کر گرجدار لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی
اس نے ایک منتر پڑھ کر چاروں طرف گھوم
کر زور سے پھونک ماری اور اپنی جگہ پر رُک
کر کھڑا ہو گیا۔

"ہم جانتے ہیں تم ساہس ہو۔ مگر اس
وقت تمہارے ہاتھوں میں ایک دوسرا انسان بھی

ہے۔ اگر تم کانوس دیوتا کے پاس جانا چاہتے ہو
تو جادو کے اصول کے مطابق یہاں سے آگے
جانے کے لئے ہمیں خون کی بھینٹ دو۔ اپنی یا
اس انسان کی۔" ان میں سے ایک ستون نما
انسان نے انتہائی گرجدار آواز میں کہا۔

"اوہ ہاں۔ خون کی بھینٹ دینا تو میں بھول
ہی گیا تھا" ساہس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
پھر اس نے شہزادی دُرشہوار کو زمین پر لٹایا
اور اپنی کمر میں اُڑسا ہوا تیز دھار خنجر نکال کر
ہاتھ میں پکڑ لیا۔

اس نے خنجر پر کچھ پڑھ کر پھونک ماری
اور پھر اس نے تیزی سے اپنے دائیں ہاتھ
کی ایک انگلی پر زخم لگا لیا۔ زخم میں سے
خون بہنے لگا۔ ساہس نے جلدی جلدی خون
کے چھینٹے انسان نما ستونوں پر پھینکنا شروع
کر دیئے۔

"ٹھیک ہے ساہس اب تم دیوتا کے پاس
جا سکتے ہو۔ مگر زمین پر قدم رکھے بغیر سمجھے"
اسی ستون نما انسان نے تیز لہجے میں کہا اور

ساحر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
اس نے جُھک کر شہزادی دُرِ شہوار کو دونوں ہاتھوں میں اٹھایا اور اُسے لیئے ہوئے زور سے فضا میں اُچھلا۔ دوسرے ہی لمحے وہ فضا میں معلق ہو گیا۔ عین اسی لمحے زمین پر آگ پھیلتی چلی گئی۔

ساحر شہزادی کو لیئے تیزی سے ستونوں کے درمیان سے ہوتا ہوا ایک طرف اُڑنے لگا، اُڑتے اڑتے وہ ایک دیوار کے قریب پہنچ کر رُک گیا۔ اسی وقت دیوار گڑگڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ دو حصوں میں تقسیم ہوتی چلی گئی۔ ساحر شہزادی دُرِشہوار کو اُٹھائے ہوئے دیوار کی دوسری طرف چلا گیا۔

دیوار کی دوسری جانب گہری تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ جونہی ساحر دیوار کی دوسری جانب پہنچا اس کے پیچھے دیوار گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ برابر ہو گئی۔ ساحر جلدی سے زمین پر اُتر آیا ہر طرف اس قدر گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ ساحر اندھیرے

کے باوجود آنکھیں بند کر کے اُونچی آواز میں کچھ پڑھنے لگا۔

کچھ ہی دیر بعد اچانک ساحر کو ایسی آوازیں سُنائی دینے لگیں جیسے بہت سے شیر مل کر غرا رہے ہوں۔ ساحر نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں مگر وہاں ہر طرف اسی طرح گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔

"ساحر! اس شہزادی کو ہمارے قدموں میں رکھ کر تم یہاں سے واپس چلے جاؤ اور جا کر جلد از جلد کسی طاقتور جسم کے مالک انسان کا بندوبست کرو۔ اس وقت ہمارے پاس اندھے دیوتا آئے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے تمہیں ہر طرف اندھیرا دکھائی دے رہا ہے۔ اندھے دیوتا نے ہمیں بتایا ہے کہ اگر تین دن تک مردہ اژدھے سے تمہارے بیٹے کی جان نکال کر کسی دوسرے انسانی جسم میں نہ ڈالی گئی تو تمہارا بیٹا کبھی زندہ نہیں ہو سکے گا۔ اندھے دیوتا تین دنوں بعد تمہارے بیٹے کی روح کو لے کر ہمیشہ کے لئے اندھیرے میں گم کر دیں

گے۔ اس لئے جاؤ اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے کسی طاقت ور انسان کو تلاش کر کے ہمارے پاس لاؤ تاکہ ہم اس کی جان نکال کر اس کے جسم میں تمہارے بیٹے کی جان ڈال سکیں۔" تاریکی میں ایک گرجدار آواز نے ساحس سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ جیسے آپ کا حکم آقا کاوس دیوتا میں ابھی اور اسی وقت جاتا ہوں۔" ساحس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

پھر اس نے شہزادی دُرِشہوار کو ایک جگہ پر لٹایا اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنے لگا۔ چند ہی لمحوں بعد اچانک تیز بجلی چمکی اور دوسرے ہی لمحے ساحس اس روشنی میں تحلیل ہو کر وہاں سے غائب ہو گیا۔

چند لمحوں بعد ساحس اپنے محل کے ایک خوبصورت کمرے میں نمودار ہوا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ پریشانی اور اُلجھن چھائی ہوئی تھی۔ وہ دونوں ہاتھ پشت پر باندھ کر نہایت پریشانی کے عالم میں ادھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ پھر

اچانک جیسے اُسے کوئی خیال آ گیا۔ وہ چونک پڑا۔ اس نے دونوں ہاتھ زور سے جھٹکے اس کی آستینوں سے سرخ رنگ کی چنگاریاں سی نکلنے لگیں۔ چند لمحوں تک اس کی آستینوں سے سرخ چنگاریاں نکلتی رہیں۔ پھر ان چنگاریوں نے ایک جگہ جمع ہو کر ایک دہکتے ہوئے انسان کی صورت اختیار کر لی۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے اس انسان کا جسم آگ سے بنا ہوا ہو۔

آگ نما انسان نے نہایت مودبانہ انداز میں جھک کر ساحس کو سلام کیا اور نہایت مودبانہ انداز میں کہنے لگا۔

"حکم میرے آقا۔ آپ نے چنگار کو کئی برسوں بعد یاد فرمایا ہے، میں آپ کی کیا خدمت بجا لا سکتا ہوں۔"

"چنگار! ہم اس وقت بیحد پریشان ہیں ہمارا بیٹا اس وقت موت کے منہ میں پڑا ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری اکلوتی اولاد اس طرح بے یار و مددگار موت کے منہ میں چلی جائے۔ ہم اپنے لختِ جگر کو ہر صورت

میں بچانا چاہتے ہیں۔ اور ہمارے بیٹے کی
جان صرف اس صورت میں بچ سکتی ہے کہ
اس کے مردہ جسم سے اس کی جان نکال کر
کسی طاقتور انسان کے جسم میں ڈال دی جائے
ہم نے طاقت کے دیوتا ہرکولیس کو اپنے بس
میں کر لیا تھا مگر وہ ہمارے ہاتھ سے
نکل گیا۔ ورنہ آج ہم اس کے روپ میں
اپنے بیٹے کو زندہ دیکھتے۔ چنکار! ہمیں اپنی
طاقت سے دیکھ کر بتاؤ کہ اب ہم کیا کریں
کیا ہرکولیس کے علاوہ بھی اس دنیا میں کوئی
طاقتور انسان ہے۔ اگر ہے تو ہمیں بتاؤ کہاں
ہے وہ۔ ہمیں ہر حال میں تین دن سے
پہلے اُسے لا کر کانوس دیوتا کے سامنے پیش
کرنا ہے۔ ورنہ ہمارا بیٹا زندہ نہیں بچے گا۔
ہمیں بتاؤ چنکار۔ جلدی کرو“ ساہلس نے آگ
نما انسان سے مخاطب ہو کر جلدی سے کہا۔

”جو حکم آقا! میں ابھی معلوم کرتا ہوں“
چنکار نے سر جھکا کر نہایت مؤدبانہ لہجے میں
کہا اور وہ چند لمحوں کے لئے وہاں سے

غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ نمودار
ہو گیا۔

”مجھے افسوس ہے آقا! میں کسی ایسے
طاقتور انسان کا پتہ نہیں چلا سکا جو ہرکولیس
جتنی طاقت رکھتا ہو۔ اس وقت اس روئے
زمین پر ہرکولیس جیسا قد آور اور طاقتور انسان
کوئی نہیں ہے۔ آقا! اگر آپ حکم دیں تو
میں ہرکولیس کو اُٹھا کر یہاں لے آؤں۔ وہ
اس وقت ایک جنگل میں موجود ہے۔“ چنکار
نے جلدی سے کہا۔

”جنگل میں موجود ہے۔ اوہ! ٹھیک ہے اگر
وہ تمہارے قابو میں آتا ہے تو جاؤ اسے ابھی
اور اسی وقت اُٹھا کر یہاں لے آؤ۔ جاؤ
جلدی کرو۔ ہم اس سے اپنی بے عزتی کا بدلہ
بھی لینا چاہتے ہیں۔ جلدی کرو“ ساہلس نے
بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اور چنکار سر ہلا
کر ایک مرتبہ پھر وہاں سے غائب ہو گیا۔

بڑی عجیب سی آواز تھی۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے کہیں خشک لکڑیوں میں آگ بھڑک رہی ہو۔

"یہ کیسی آواز ہے؟" ہرکولیس نے زکاس کی جانب حیرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ پھر بے اختیار چونک پڑا۔ زکاس وہاں سے غائب تھا۔

"ارے! یہ زکاس کہاں چلا گیا۔ زکاس، زکاس" ہرکولیس نے پہلے حیرت سے پھر ادھر اُدھر دیکھ کر زور سے اُسے آوازیں دیں۔ مگر زکاس نے کوئی جواب نہ دیا۔

ابھی چند لمحے قبل ہی زکاس نے ہرکولیس کو

پھلدار درخت کے قریب پہنچایا تھا۔ ہرکولیس نے درخت پر چڑھ کر خوب سیر ہو کر پھل کھائے پھل رس دار تھے اس لئے بھوک کے ساتھ ساتھ ہرکولیس کی پیاس بھی بجھ گئی تھی۔ زکاس ایک اونچی شاخ پر بیٹھ گیا تھا۔ مگر اب وہ وہاں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ہرکولیس نے اسے آوازیں دے کر پکارا مگر زکاس پھر بھی دکھائی نہ دیا۔ تب ہرکولیس کندھے جھٹک کر درخت سے کود کر نیچے آ گیا۔ اسی وقت اسے وہ عجیب سی آواز سنائی دی تھی۔

ہرکولیس ابھی حیرت سے چاروں طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک اس کے عقب میں موجود وہی پھلدار درخت جس پر سے وہ چھلانگ لگا کر نیچے اترا تھا اس پر یکلخت آگ بھڑک اٹھی اور وہ دھڑا دھڑ جلنے لگا۔ ہرکولیس بجلی کی سی تیزی سے پلٹا اور اس درخت پر آگ لگی دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

عین اسی لمحے یکے بعد دیگرے ارد گرد

موجود تمام درختوں میں آگ بھڑک اُٹھی۔ ہرکولیس
پریشانی کے عالم میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔
اس وقت وہاں ایک خوفناک قہقہہ گونج اُٹھا۔
ہرکولیس بجلی کی سی تیزی سے پلٹا۔ دوسرے ہی
لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں
اس کے سامنے چند قدموں کے فاصلے پر ایک
عجیب و غریب انسان کھڑا تھا۔ اس انسان کے
سارے جسم پر آگ بھڑک رہی تھی اور وہ
زور زور سے قہقہے لگا کر یوں ہنس رہا تھا
جیسے اس پر آگ کا ہلکا سا بھی اثر نہ ہو
رہا ہو۔

"کون ہو تم؟" ہرکولیس نے حیرت کے عالم
میں اس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔
"ہا۔ ہا۔ ہا۔ میرا نام چنکار ہے ہرکولیس۔
چنکار۔ دیکھا میں ابھی اس جنگل میں داخل
ہوا ہوں۔ میری آمد کے ساتھ ہی یہاں موجود
تمام درختوں میں آگ لگ گئی ہے۔ میں
نے تمہاری وجہ سے اپنی آگ سمیٹ رکھی
ہے کہ تم کہیں گرمی کی شدت سے جل کر

راکھ نہ ہو جاؤ۔ آؤ ہرکولیس میں تمہیں لینے
آیا ہوں۔" چنکار نے دہشتناک آواز میں ہرکولیس
سے مخاطب ہو کر کہا۔

اس کی بات سُن کر ہرکولیس مُسکرایا اور
آہستہ آہستہ اس کی جانب قدم بڑھانے لگا
جُوں جُوں وہ آگے بڑھ رہا تھا، چنکار زور
زور سے قہقہے لگاتا جا رہا تھا۔

اچانک ہرکولیس نے آگے بڑھ کر ایک
لمبی چھلانگ لگائی اور تقریباً ہوا میں اُڑتا ہُوا
چنکار سے ٹکرایا۔ ایک لمحے کے لئے تو ہرکولیس
کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم یکلخت
بُری طرح سے سُلگ اُٹھا ہو۔ وہ اُلٹ کر
زمین پر گر پڑا۔ اس قدر طاقت سے چنکار
سے ٹکرانے کے باوجود وہ چنکار کو اپنی جگہ
سے نہ ہلا سکا تھا۔

اس سے پہلے کہ ہرکولیس دوبارہ اُٹھ کر
اپنے قدموں پر کھڑا ہوتا، چنکار تیزی سے
اس پر جھکا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے
ہرکولیس کی گردن دبوچ لی۔ دوسرے ہی لمحے

وہ ہرکولیس کو لئے ہوئے وہاں سے غائب
ہو گیا۔

چند لمحوں بعد وہ سائبن کے کمرے میں
نمودار ہوا۔ سائبس اس وقت ایک آرام دہ
تخت پر بیٹھا نہایت بے تابی سے اس کا
انتظار کر رہا تھا۔ اُسے نمودار ہوتے اور
اس کے ہاتھوں میں ہرکولیس کو مُردہ چھپکلی کی
طرح لٹکتے دیکھ کر وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔
اس کی آنکھوں میں تیز چمک اُبھر آئی۔

"اوہ! لے آئے ہو ہرکولیس کو" سائبس نے
چنکار کی جانب دیکھ کر مسرت آمیز لہجے میں
کہا۔

"چنکار کبھی خالی ہاتھ نہیں آتا آقا۔ حکم
دیں اسے یہیں جلا کر خاکستر کر دوں" اس
نے نہایت سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں۔ ابھی اسے ہلاک نہیں کرنا۔ اسے
لیجا کر زندان میں ڈال دو اور ہاں اسے
مضبوط فولادی زنجیروں میں جکڑنا مت بھولنا۔
کہیں یہ پھر نہ بھاگ نکلے" سائبس نے

جلدی سے کہا اور چنکار نے سر ہلا دیا۔ پھر
چنکار ہرکولیس کو لئے ہوئے ایک جانب چلا
گیا۔

چنگارہ کے جانے کے بعد سائبس نے زور
سے تالی بجائی۔ فوراً ہی ایک محافظ اندر
داخل ہوا۔ اس نے جُھک کر سائبس کو سلام
کیا۔

"ساناکا۔ آگاسا کو بلاؤ" اس نے محافظ کی
جانب دیکھ کر تحکم آمیز لہجے میں کہا اور
محافظ سر ہلا کر اُلٹے قدموں واپس چلا گیا۔
کچھ دیر بعد کمرے میں ایک لمبا تڑنگا اور
نہایت خوفناک چہرے والا ایک پہلوان نما
انسان داخل ہوا۔ اس کے سارے بدن
پر گوشت ہی گوشت چڑھا ہوا تھا اور اس
کا جسم اس قدر سخت نظر آ رہا تھا جیسے
فولاد کا بنا ہوا ہو۔ اس نے کندھے پر کئی
من وزنی گرز اُٹھا رکھا تھا۔ اس کی جسامت
کے سامنے سائبس ایک چھوٹا سا بچہ لگ
رہا تھا۔ اس نے اندر داخل ہو کر نہایت

مودبانہ انداز میں ساہلس کو جھک کر سلام کیا۔
"آگاسا حاضر ہے عظیم آقا۔ میرے لئے کیا حکم ہے۔" اس نے سر جھکا کر نہایت مودبانہ انداز میں پوچھا۔ گو اس کا لہجہ بیحد نرم تھا مگر اس کی آواز اس قدر بھاری تھی جیسے بادل گرج رہے ہوں۔

"ہوں آگاسا۔ تم فوراً کوہ شمالی کی جانب روانہ ہو جاؤ اور کوہ شمالی کے سیاہ سر والے پرندوں کے سات دِل نکال کر لے آؤ۔ جاؤ جلدی کرو۔ ہمارے بیٹے کی زندگی سخت خطرے میں ہے۔ اس سے پہلے کہ اِسے کچھ ہو جائے ہم اس کی جان نکال کر ہرکولیس کے جسم میں ڈال کر اسے پھر زندہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ جاؤ آگاسا" ساہلس نے اس کی جانب دیکھ کر انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سیاہ سر والے سفید پرندے۔ اوہ آقا۔ آپ جاکاکا پرندوں کی بات تو نہیں کر رہے" آگاسا نے بُری طرح سے چونک کر پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں تشویش کے سائے لہرا رہے تھے۔

"ہاں۔ میں جاکاکا پرندوں کی بات ہی کر رہا ہوں۔ کیوں؟ تم ان کا نام سُن کر خوفزدہ کیوں ہو رہے ہو۔" ساہلس نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"خوفزدہ ہونے کی بات نہیں آقا۔ اصل میں آپ جانتے ہی ہیں کہ جاکاکا پرندے کوہ شمالی میں آسمان پہ کس قدر اونچائی پر پرواز کرتے ہیں اور وہ زمین پہ اس وقت آتے ہیں جب ... جب ...." کہتے کہتے آگاسا رُک گیا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ گھبراہٹ تھی۔

"ہونہہ! جب تک انسانی گوشت اور خون زمین پر نہ پھیلا دیا جائے۔ کیوں یہی کہنا چاہتے ہو نا۔" ساہلس نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں آقا۔ جاکاکا پرندوں کو نیچے بُلانے کے لئے زمین پر کم از کم دس انسانوں کا گوشت اور خون زمین پر پھیلانا ہو گا۔ آقا میں آپ کے حکم سے دنیا کا سب سے بڑا کام کر سکتا ہوں۔ مگر کسی بے گناہ انسان کو مارنا میرے بس سے باہر ہے آقا۔ جب بھی میں

کسی انسان کو ہلاک کرنے لگتا ہوں تو میں پریشان ہو جاتا ہوں۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے میں کسی دوسرے انسان کو نہیں بلکہ خود کو ہلاک کر رہا ہوں۔ نہیں آقا یہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ کام آپ کسی اور کے سپرد کر دیں" آگاسا نے سر جھکا کر نہایت دھیمے لہجے میں کہا۔

"آگاسا۔ تم کھلے بندوں میرے حکم کی سرتابی کر رہے ہو۔ ساحلس کے حکم کی۔ اس کا انجام جانتے ہو" ساحلس کا لہجہ انتہائی کرخت تھا۔

"میں آپ کے حکم کی سرتابی نہیں کر رہا آقا مم۔ میں۔ میں" آگاسا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر تمہیں جو حکم دے رہا ہوں۔ اسے پورا کرو۔ جاؤ" ساحلس نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اور آگاسا بوکھلا کر سر ہلاتے ہوئے فوراً کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اور ساحلس غصیلے انداز میں بڑبڑانے لگا۔

عین اسی لمحے شائیں کی تیز آواز کے ساتھ جیسے ہوا کا تیز جھونکا آیا۔ ساحلس یہ آواز سن کر

بُری طرح سے چونک اٹھا۔ اچانک اس کی آنکھوں کے سامنے بجلی کی طرح جھلملاتی ہوئی تیز روشنی لہرائی اور زمین پر اتر کر سمٹتی چلی گئی۔ یکبارگی تیز روشنی چمکی اور دوسرے ہی لمحے ساحلس کے سامنے ایک عجیب و غریب ہستی کھڑی تھی۔ اسے دیکھ کر ساحلس کی آنکھیں خوف اور دہشت کی زیادتی سے پھیلتی چلی گئیں اور وہ اپنی جگہ سے اچھل کر کئی فٹ پیچھے ہٹ گیا۔

ہرکولیس کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس
کا سر منوں وزنی ہو گیا ہو۔ اس کی آنکھوں
کے سامنے مسلسل تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ وہ
سر جھٹک جھٹک کر تاریکی دور کرنے کی کوشش
کر رہا تھا۔ مگر اندھیرا بدستور اس کی آنکھوں
کے سامنے چھایا رہا۔ تھوڑی ہی دیر میں اُسے
احساس ہو گیا کہ اندھیرا اس کے ذہن میں
نہیں بلکہ وہ ایک بار پھر زندان میں مقید تھا

ہر طرف اس قدر تاریکی پھیلی ہوئی تھی کہ
ہاتھ کو ہاتھ سُجھائی نہیں دے رہا تھا۔ ہرکولیس
کو اپنا جسم وزنی اور موٹی زنجیروں میں جکڑا ہوا
محسوس ہو رہا تھا۔ وہ جب حرکت کرتا تو زنجیروں

کے چھنکنے کی آواز سنائی دیتی۔ ہرکولیس پریشانی
کے عالم میں سوچ رہا تھا کہ اس بار اس
کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ وہ طاقت کا دیوتا
اور اسے دشمن اس بار اس قدر آسانی کے
ساتھ زیر کر رہے تھے جیسے وہ ایک عام سا
انسان ہو اور اس میں طاقت نام کی کوئی چیز
نہ ہو۔

اس سے قبل کہ وہ کچھ اور سوچتا، اچانک
زندان کا دروازہ کھلا اور دوسرے ہی لمحے
زندان میں وہی چمکتا ہوا عجیب و غریب انسان
داخل ہوا۔ جو ہرکولیس کو اٹھا کر یہاں لایا تھا۔
اور جس نے ہرکولیس کو اپنا نام چنکار بتایا تھا۔
اس کے ہاتھ میں لوہے کی دو سلاخیں تھیں
جن کے سرے سرخ انگاروں کی مانند دہک
رہے تھے۔ ہرکولیس اُسے دیکھ کر چونک پڑا۔

"بہت خوب! تو تمہیں ہوش آ گیا ہرکولیس"
چنکار نے ہرکولیس کو ہوش میں دیکھ کر سر ہلا
کر کہا۔

ہرکولیس نے جواب دینے کی بجائے مضبوطی

سے ہونٹ بھینچ لئے اور نہایت خوفناک نگاہوں
سے اس کی جانب دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں
میں ہلکی سی اُلجھن کے آثار بھی لہرا رہے تھے۔
وہ حیران ہو رہا تھا کہ چنکار نے سرخ سلاخیں
کیوں اُٹھا رکھی ہیں اور وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔
پھر فوراً ہی اسے اس بات کا جواب مل گیا۔
چنکار نے خود ہی کہا۔

" ہرکولیس ! اچھا ہے تمہیں ہوش آ گیا۔ اب
میں یہ گرم سلاخیں تمہاری آنکھوں میں مار کر
تمہاری آنکھیں جلاؤں گا تو تمہارے منہ سے
خوفناک چیخیں خارج ہوں گی۔ انتہائی خوفناک اور
اذیت بھری چیخیں جنہیں سُن کر میں بہت
خوش ہوتا ہوں۔ آقا ساہس نے مجھے حکم دیا
تھا کہ میں تمہیں کسی قسم کا گزند نہ پہنچاؤں
مگر میں اپنے شکار کو جب تک کسی اذیت
میں مُبتلا کر کے اس کی چیخیں نہ سُن لوں،
تب تک مجھے سکون نہیں ملتا۔ ہرکولیس۔ چنکار
کا لہجہ انتہائی خوفناک تھا۔ جسے سُن کر ہرکولیس
نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔ چنکار قہقہہ لگا

کر آگے بڑھا آگ کی طرح دہکتی ہوئی سُرخ
سلاخیں ہرکولیس کی آنکھوں کے سامنے لہرانے لگا۔
پھر اس نے اچانک دونوں سلاخیں ہرکولیس
کی آنکھوں میں دے ماریں۔ اس سے قبل کہ
سلاخیں ہرکولیس کی آنکھوں میں اترتیں۔ عین اسی
لمحے اچانک چنکار کے ہاتھوں سے سلاخیں غائب
ہو گئیں۔ ساتھ ہی چنکار کے سارے وجود
میں نیلے رنگ کی عجیب و غریب لہریں لہرانے
لگی۔ چنکار نے ایک دلدوز چیخ ماری اور اُلٹ
کر نیچے گر گیا۔ اور بُری طرح سے تڑپنے لگا۔
اس کے حلق سے اس قدر خوفناک اور تیز
چیخیں خارج ہو رہی تھیں جیسے اسے آگ
میں زندہ جلایا جا رہا ہو۔

ہرکولیس حیرت بھری نظروں سے اُسے تڑپتا
ہوا دیکھ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا
تھا کہ آخر چنکار کو بکلخت ہوا کیا ہے۔ اس
کے ہاتھ سے گرم سلاخیں کہاں غائب ہو گئیں
اور اس کے بدن میں نیلی روشنی کیا ہے اور
کیوں چمک رہی ہے۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا

تھا کہ اچانک اس کی سماعت سے ایک مانوس سی آواز سنائی دی۔

"ہرکولیس جلدی کرو، اس زندان سے نکل کر بھاگ جاؤ۔ میں نے چنکار کو وقتی طور پر مفلوج کر دیا ہے۔ مگر میں زیادہ دیر تک اس پر قابو نہیں پا سکتا۔ اگر یہ ٹھیک ہو گیا تو میرے ساتھ تمہیں بھی ہلاک کر دے گا۔ جلدی کرو بھاگ جاؤ یہاں سے۔ میں چنکار کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

"اوہ۔ یہ آواز۔ تم۔ تم وہی تو نہیں جس نے پہلی بار میری مدد کی تھی اور مجھے سالس کے قید خانے سے آزادی دلائی تھی۔ ہرکولیس نے آواز پہچانتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں! میں وہی ہوں۔ جلدی کرو ہرکولیس۔ تمہاری موجودگی میں مَیں چنکار پر اپنا طلسم نہیں چلا سکتا۔ تم جاؤ تاکہ میں اسے اپنے طلسم سے ہمیشہ کے لئے ہلاک کر دوں۔ آواز نے تیز لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ۔ لل۔ لیکن"۔ ہرکولیس نے پریشان لہجے میں کہا۔

"لیکن ویکن بعد میں کر لینا ہرکولیس۔ تم بے فکر رہو۔ میں تمہیں ساری بات بتا دوں گا کہ میں کون ہوں اور تمہاری مدد کیوں کر رہا ہوں۔ سب کچھ بتا دوں گا مگر تم فی الحال اس قید خانے سے باہر چلے جاؤ۔ جلدی کرو۔ چنکار پر سے نیلی بجلی کا طلسم ختم ہوتا جا رہا ہے"۔ آواز نے تیز لہجے میں کہا

ہرکولیس نے دیکھا کہ واقعی چنکار کے جسم پر چمکنے والی نیلی روشنی کم ہوتی جا رہی تھی۔ اور چنکار کی چیخوں میں بھی کمی آتی جا رہی تھی۔

"جلدی کرو جلدی ہرکولیس۔ زندان کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ جلدی سے باہر نکل جاؤ۔ آواز نے تیز لہجے میں کہا۔ ہرکولیس نے ہونٹ بھینچ کر زور لگایا تو اس کے بدن پر لپٹی ہوئی زنجیریں کچے دھاگے کی طرح ٹوٹتی چلی گئیں۔

"کیا میں تمہاری کچھ مدد کر سکتا ہوں"؟

ہرکولیس نے اپنے محسن سے مخاطب ہو کر پوچھا۔
وہ اپنے جسم پر موجود تمام زنجیروں اور کڑیوں
کو توڑ چکا تھا۔

"نہیں! بس۔ اب تم جلدی سے باہر چلے
جاؤ۔" آواز نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے
کہا اور ہرکولیس کندھے اُچکا کر چنکار کو دیکھتا
ہوا دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ جس سے چنکار
اندر داخل ہوا تھا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر آ گیا
سامنے ایک طویل راہداری دکھائی دے رہی
تھی۔ ہرکولیس چند لمحے وہیں کھڑا رہا۔ پھر کچھ سوچ
کر وہ راہداری میں چلنے لگا۔ راہداری کی دوسری
جانب ترتیب وار چھوٹے بڑے کمرے بنے ہوئے
تھے۔ ان کمروں میں مختلف سامان پڑا تھا۔ کسی
میں خشک میوے، کسی میں کپڑے، کسی میں ہتھیار
اور اس قسم کا دوسرا سامان۔

ہرکولیس نے ہتھیاروں والے کمرے سے
ایک نیزہ اُٹھا لیا اور اس کی چمکدار اَنی پر
ہاتھ پھیرتے ہوئے باہر آ گیا۔ پھر وہ ایک
کمرے میں داخل ہوا تو ٹھٹھک کر رُک گیا۔

اس کمرے میں تیز بُو پھیلی ہوئی تھی۔ یوں معلوم
ہو رہا تھا جیسے کمرے میں کوئی جانور مرا
پڑا ہو۔ بُو کی وجہ سے ہرکولیس نے جلدی سے
ناک پر ہاتھ رکھ لیا اور کمرے سے نکلنے کے
لیے واپس مُڑا ہی تھا کہ اس کے کندھے
پر کسی نے یخ بستہ ہاتھ رکھ دیا۔

ہرکولیس کو ایک زبردست جھٹکا لگا۔ وہ بجلی
کی سی تیزی سے پلٹا۔ دوسرے ہی لمحے وہ
اپنے سامنے ایک ریچھ نما خوفناک انسان کو
دیکھ کر بُری طرح سے چونک پڑا۔

ریچھ نما اس عجیب و غریب انسان کا سارا
جسم سیاہ اور گھنے بالوں میں چھپا ہوا تھا۔ اس
کا قد عام انسانوں سے لمبا تھا۔ اس کی تھوتھنی
بھی تھی۔ جس میں سے اس کے تیز اور نوکیلے
دانت صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے
ہاتھ پاؤں اگر انسانی نہ ہوتے تو ہرکولیس اُسے
ریچھ ہی سمجھ رہا تھا۔ اس کا قد و قامت عام
ریچھوں سے کئی گنا بڑا تھا۔ وہ چھوٹی چھوٹی مگر
سُرخ سُرخ آنکھوں سے ہرکولیس کو گھور رہا تھا۔

ہرکولیس نے نیزے کو مضبوطی سے پکڑ کر ایک زور دار جھٹکے سے ریچھ نما انسان کو مارنا چاہا مگر ریچھ نما انسان نے فوراً ہاتھ اٹھا کر اُسے روک دیا۔

"نہیں نوجوان مجھے مت مارو۔ میں تمہارا دشمن نہیں دوست ہوں۔ تم کون ہو اور یہاں کیسے آئے ہو" ریچھ نما انسان کو انسانی آواز میں باتیں کرتا دیکھ کر ہرکولیس حیران رہ گیا۔ اس کا نیزہ اُٹھے کا اُٹھا رہ گیا۔

"بتاؤ نوجوان کون ہو تم۔ کہیں تم بھی اس مردود سائلس کے ستائے ہوئے تو نہیں ہو" ریچھ نما انسان نے پھر کہا۔

"میرا نام ہرکولیس ہے۔ میں..." ہرکولیس نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ ریچھ نما انسان اس بُری طرح سے اُچھلا جیسے اچانک اس کے پاؤں پر کسی سانپ نے کاٹ لیا ہو۔

"ہرکولیس! کیا۔ تت تم۔ تم ہرکولیس ہو؟ جزیرہ کریٹ کے شہنشاہ زیوس کے بیٹے ہرکولیس یعنی طاقت کے دیوتا" ریچھ نما انسان نے پھٹی

پھٹی آنکھوں سے ہرکولیس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں وہی ہرکولیس ہوں۔ کیا تم مجھے جانتے ہو؟" ہرکولیس نے بھی حیران ہو کر پوچھا۔

"اوہ! اگر تم سچ مچ ہرکولیس ہو تو پھر... اوہ۔ اوہ۔ بہت بُرا ہوا، بہت بُرا۔ تم سائلس کے ہتھے آخر چڑھ ہی گئے۔ اوہ! سائلس آخر اپنے مقصد میں کامیاب ہو ہی گیا۔ بہت بُرا ہوا۔ بہت بُرا" ریچھ نما انسان نے کفِ افسوس ملتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ پریشانی لہرانے لگی تھی۔

"کیا مطلب؟ کیا کہنا چاہتے ہو تم؟ میں سمجھا نہیں" ہرکولیس نے حیرت بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مطلب ہونہہ۔ تمہارے یہاں آنے کا مطلب ہے نہ صرف تمہاری بلکہ میری بھی موت۔ سائلس اپنے بیٹے کی زندگی حاصل کرنے کے لئے کانوس دیوتا کے قدموں میں تمہارے خون کی بھینٹ چڑھائے گا اور تمہارے

مردہ جسم میں اپنے بیٹے کی جان ڈال کر
اس کی رگوں میں میرا خون بھر دے گا تاکہ
وہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہے۔ مگر! ایسا
نہیں ہو گا۔ میں اپنے جسم سے خون کی ایک
بوند بھی نہیں نکلنے دوں گا۔ اچھا ہوا ہرکولیس!
تم میرے پاس آ گئے۔ میں جانتا ہوں سالبس
تمہارے جسم کے علاوہ کسی اور کے جسم میں اپنے
بیٹے کی جان ڈال ہی نہیں سکتا۔ اگر اس نے
تمہیں کانوس دیوتا کے آگے بھینٹ چڑھا دیا تو
میں بھی زندہ نہیں بچوں گا۔ اور
اگر میں اس وقت تمہیں ہلاک کر دوں اور
تمہارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں تو صرف
تمہارا وجود ہی ختم ہو گا۔ صرف تمہارا۔ تم جیسے
طاقتور جسم کا مالک اس دنیا میں اور کوئی نہیں
ہے۔ اگر تم مر گئے تو سالبس قیامت تک اپنے
بیٹے کو زندہ نہیں کر سکے گا۔ تمہاری موت کے
بعد سالبس میرا بھی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ ہا۔ ہا
ہا۔" ریچھ نما انسان نے خوفناک انداز میں قہقہے
لگاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔" ہرکولیس نے
اس کی باتوں کو سمجھتے ہوئے غصیلی نظروں سے
اس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔
"تمہاری موت۔ ہاں ہرکولیس مجھے زندہ رہنے
کے لئے تمہیں ہلاک کرنا پڑے گا۔ تمہاری موت
میرے لئے بیحد ضروری ہے، بیحد ضروری۔" ریچھ نما
انسان نے وحشت آمیز لہجے میں کہا۔
"تم مجھے مارو گے۔ ہونہہ۔ تم۔" ہرکولیس کے حلق
سے بھی جواباً غراہٹ نکلی۔
"ہاں! میں تمہیں ماروں گا۔ ہرکولیس! میں آگاسا ہوں۔
تم میری طاقت سے واقف نہیں ہو۔ میں تمہیں ایک
لمحے سے بھی کم وقفے میں کسی چیونٹی کی مانند مسل کر
رکھ دوں گا۔" ریچھ نما انسان نے ہیبت ناک لہجے میں
کہا۔
"ہونہہ! تو یہ بات ہے۔" ہرکولیس نے ہونٹ بھینچتے
ہوئے کہا۔ پھر اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا نیزہ گھماتے
ہوئے پوری قوت سے ریچھ نما انسان آگاسا کے سینے
میں مارنا چاہا مگر آگاسا ہرکولیس کی توقع کے خلاف
بے حد پھرتیلا نکلا۔ اس نے نہ صرف ایک طرف

ہو کر ہرکولیس کا وار بچایا بلکہ اس نے نہایت
پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہرکولیس کے ہاتھ سے
نیزہ کھینچ کر ایک طرف پھینک دیا۔ اب ہرکولیس
بھی نہتا ہو چکا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے
کے آمنے سامنے کھڑے ایک دوسرے کو گھور
رہے تھے۔

"موت تمہارا مقدر بن چکی ہے ہرکولیس۔ آگاسا
سے مقابلہ کرنے والا دنیا میں ابھی پیدا نہیں
ہوا۔" آگاسا نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا اور نہایت
جچے تلے انداز میں جھپٹ کر ہرکولیس پر حملہ آور ہوا۔
ہرکولیس نے غوطہ دے کر اس کا حملہ بچانے کی
کوشش کی مگر آگاسا نے نہایت پھرتی کا مظاہرہ
کرتے ہوئے ہرکولیس کی گردن پکڑ لی۔ اور دوسرا
ہاتھ ہرکولیس کی کمر میں ڈال کر اسے اٹھا کر اپنے
سینے سے لگا لیا۔ اور پوری قوت سے ہرکولیس کو
بھینچنے لگا۔

پہلی بار ہرکولیس کو احساس ہوا کہ آگاسا نے
واقعی غلط نہیں کہا تھا۔ وہ فولاد کی سی طاقت
رکھتا تھا اور جس انداز میں وہ ہرکولیس کو بھینچ

رہا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ چند لمحوں میں وہ
اس کی ہڈیاں توڑ کر رکھ دے گا۔ اور جس بری
طرح اس نے اس کی گردن پکڑ رکھی تھی ہرکولیس کو
یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی گردن کسی
آہنی شکنجے میں آ گئی ہو۔

آگاسا پوری قوت کے ساتھ ہرکولیس کی گردن
دبا رہا تھا اور دوسرے ہاتھ سے ہرکولیس کو اپنے
ساتھ بھینچ کر اس کی ہڈیاں توڑنے کی کوشش کر
رہا تھا۔ ہرکولیس کو اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہونے
لگا۔ اس نے پوری قوت مجتمع کرتے ہوئے اپنے ہاتھ
کا ایک گھونسا بنا کر آگاسا کے چہرے پر مارا اور
اس ایک گھونسے کی وجہ سے آگاسا کی گرفت ایک لمحے
کے لئے ڈھیلی ہو گئی۔ اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے
ہرکولیس نے ایک زوردار جھٹکا مارا اور آگاسا کی گرفت
سے نکل گیا۔

آگاسا کے حلق سے ایسی خوفناک چیخ نکلی جیسے جنگلی
بھینسا ڈکرایا ہو۔ وہ چیختا ہوا نہایت خوفناک انداز
میں ایک مرتبہ پھر ہرکولیس کو اپنی گرفت میں لینے
کے لئے آگے بڑھا۔ مگر اس بار ہرکولیس پوری طرح

سے ہوشیار تھا۔ وہ اسے جھکائی دیتا ہوا دوسری
طرف نکل گیا۔ ساتھ ہی اس نے گھوم کر آگاسا کی
پشت پر آ کر اس کی گردن پر زور دار مکہ مارا
آگاسا چیختا ہوا منہ کے بل زمین پر گر گیا۔ اس
سے قبل کہ وہ دوبارہ اُٹھتا ہرکولیس نے اس کی
کمر کے بالوں کو پکڑ کر اُسے اٹھا کر سر سے
بلند کر لیا۔

آگاسا اس کے ہاتھوں میں بُری طرح سے ہاتھ
پاؤں مارتے ہوئے چیخنے لگا۔ ہرکولیس نے اس کی
چیخوں کی پرواہ نہ کی اور اس کا بھاری بھرکم وجود
سر پر بلند کر کے اپنے پیروں پر تیزی سے گھومنا
شروع کر دیا۔ آگاسا بُری طرح سے چیخ رہا تھا۔

اچانک ہرکولیس نے آگاسا کو پوری قوت کے ساتھ
دیوار پر دے مارا۔ آگاسا کا بھاری بھرکم وجود
دیوار سے ٹکرایا اور دھم سے زمین پر آ گرا۔ وہ
زمین پر گر کر بُری طرح سے تڑپنے لگا۔

ہرکولیس غصیلے انداز میں آگے بڑھا اور اس نے
تڑپتے ہوئے آگاسا کو ایک مرتبہ پھر اُٹھا کر سر سے
بلند کر لیا۔ آگاسا بری طرح سے چلانے لگا، لیکن

ہرکولیس نے اس کی چیخوں کی پرواہ کئے بغیر اسے
اس بُری طرح سے زمین پر پٹخا کہ کڑک کی آواز
کے ساتھ ہی آگاسا کی کئی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔
آگاسا نے ایک دردناک چیخ ماری اور ماہی بے
آب کی طرح تڑپنے لگا۔ اس کے ناک، کان
اور منہ سے خون فواروں کی مانند نکلنے لگا۔
ہرکولیس غصے سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے
تڑپتے ہوئے آگاسا کو زور زور سے ٹھوکریں
مارنا شروع کر دیں۔ یہاں تک کہ آگاسا کے جسم
سے اس کی روح پرواز کر گئی مگر ہرکولیس
جنونیوں کے سے انداز میں اس پر ٹھوکریں برساتا
رہا۔

"ہرکولیس۔ ہرکولیس۔ کیا ہوا ہے تمہیں۔ ہوش میں
آؤ۔ آگاسا مر چکا ہے۔ ہرکولیس"۔ اچانک ہرکولیس
کو وہی آواز سنائی دی جس نے اسے دو بار
قید خانے سے آزاد کروایا تھا۔

ہرکولیس یہ آواز سُن کر ٹھٹھک کر رُک گیا۔
غصے کی زیادتی سے اس کا چہرہ لال بھبوکا ہو
رہا تھا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا مگر اُسے

وہاں کوئی دکھائی نہ دیا

"کیا ہو گیا ہے ہرکولیس تمہیں۔ کیوں غصے سے بے قابو ہوئے جا رہے ہو" آواز نے تیز لہجے میں ہرکولیس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مم... میں... میں" غصے کی وجہ سے ہرکولیس سے بولا نہ گیا۔

"کیا میں میں لگا رکھی ہے، ہوش کے ناخن لو۔ میں نے تمہارے دشمن چنکار کا خاتمہ کر دیا ہے۔ چنکار کے بعد تمہارا بڑا دشمن یہی تھا۔ اچھا ہوا تم نے خود ہی اس کا خاتمہ کر دیا۔ چنکار سے مقابلہ کرنے کے، بعد مجھ میں اتنی طاقت نہیں تھی۔ کہ میں اس کا مقابلہ کر سکتا۔" آواز نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ہونہہ! مگر تم ہو کون۔ آخر تم مجھے اپنے متعلق بتلاتے کیوں نہیں۔" ہرکولیس نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہیں۔ ہونہہ۔ تو تم میرا نام سننا چاہتے ہو ٹھیک ہے سنو۔ میرا نام سرہبر ہے۔ ساہلس جادوگر کا بیٹا۔" آواز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس کی بات سن کر ہرکولیس اس بری طرح سے اچھلا جیسے اچانک کسی نے اس کے پاؤں پر کلہاڑا دے مارا ہو۔

عین اسی لمحے تیز اور نہایت خوفناک چیخ سنائی دی۔ ساتھ ہی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہر طرف تاریکی چھا گئی۔ چیخ کی آواز بلا شبہ ساہلس جادوگر کے بیٹے کی تھی۔

ساحلس جادوگر کا یہ حال تھا کہ کاٹو تو بدن میں
لہو نہیں۔ وہ خوابیدہ نگاہوں سے اپنے سامنے کھڑے
چمکتے ہوئے ہیولے نما انسان کی جانب دیکھ رہا تھا۔
"ساحلس! اس روشن ہیولے نے تیز آواز میں
ساحلس کو مخاطب کیا۔ اس کے منہ سے ایسی آواز
نکلی تھی جیسے بہت سے شیر مل کر ایک
ساتھ غرائے ہوں۔
یہ آواز سن کر ساحلس کو جیسے ہوش آ
گیا۔ وہ تیزی سے اس کے سامنے زمین پر
سجدے میں گر گیا۔
"اوہ! کانوس دیوتا آپ۔ آپ یہاں۔
آپ مجھے اشارہ کرتے میں سر کے بل چل

کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ آپ نے
یہاں آنے کی تکلیف کیوں کی۔" ساحلس نے
سجدے میں گر کر نہایت عاجزانہ انداز میں
گڑگڑاتے ہوئے کہا۔
"اٹھو ساحلس اور ہماری بات غور سے سنو
ہم یہاں تمہیں خبردار کرنے آئے ہیں۔ تم اپنی
جان بچا سکتے ہو تو بچا لو۔ موت تمہارے
سر پر کھیل رہی ہے۔ اپنی جان بچانا چاہتے ہو
تو یہاں سے دور کوہ گم میں چلے جاؤ۔ ورنہ
تمہارا زندہ رہنا ناممکن ہے۔" اس روشن ہیولے
نے ساحلس سے مخاطب ہو کر تیز آواز میں کہا۔
"کک۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں
عظیم دیوتا۔" روشن ہیولے کانوس کی بات سن
کر ساحلس کا رنگ زرد پڑ گیا۔
"ہاں ساحلس میں صحیح کہہ رہا ہوں۔ تمہارے
بیٹے کی روح بدروحوں میں شامل ہو کر جا چکی ہے
اب اسے کوئی زندہ نہیں کر سکتا۔ اس کا
ذمہ دار وہ خود ہے۔ اس کی روح میری
اجازت سے کھلے بندوں ہر طرف پھرتی رہتی

تھی۔ لیکن اس بات سے میں بھی بے خبر تھا کہ
وہ اب دوبارہ زندگی حاصل نہیں کر سکتا۔
مرنے کے بعد اس پر موت کے ہر راز آشکارا
ہو چکے تھے۔ دنیا کے سب سے بڑے مہادیوتا
نے اسے صحیح راستے پر ڈال دیا تھا۔ اسلیئے
وہ چھپ کر ہرکولیس کی مدد کرتا رہا۔ وہ تمہاری
شیطانی قوتوں سے سخت ناراض تھا۔ مہا دیوتا
کے حکم سے وہ تمہیں بھی ختم کر دینا چاہتا
تھا۔ اس نے ہر اس طاقت کو ختم کر دیا،
جس کی بدولت تم اسے زندگی دینا چاہتے تھے۔
تمہارے بیٹے کی روح نے چنکار کو مارنے کے
ساتھ ساتھ آگاسا اور تمہارے بہت سے طلسم
تباہ کر دیئے ہیں۔ تمہارے چند طلسموں کے
علاوہ سب کچھ ختم ہو چکا ہے ساہس، اپنی
جان بچاؤ اور فوراً یہاں سے بھاگ جاؤ۔
مہا دیوتا نے سرہس کو حکم دے رکھا تھا کہ
وہ اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے اور کسی کو
اپنا نام نہ بتائے۔ مگر تمہارے بیٹے نے ہرکولیس کی
مدد کرتے ہوئے اسے اپنے متعلق سب کچھ بتا دیا

جس کی وجہ سے اس کی روح بدروحوں کے ساتھ
چلی گئی ہے جہاں سے وہ اب کبھی لوٹ کر
نہیں آ سکتی"۔ روشن ہیولا کہتا چلا گیا
"اوہ! میرا بیٹا۔ نن... نہیں۔ نہیں۔ میرا بیٹا
ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ... وہ" کانوس دیوتا کی
بات سن کر ساہس گنگ ہو کر رہ گیا تھا۔
"ایسا ہو چکا ہے ساہس! اب تم اپنی فکر کرو
ہرکولیس موت بن کر تمہارے پیچھے ہے۔ وہ
تمہارے انسان نما آتشی ستونوں کے بڑے
طلسم میں پہنچ چکا ہے اور اس نے آدھا طلسم
تباہ کر لیا ہے۔ وہ کسی بھی لمحے تمہارے سامنے
آ سکتا ہے۔ بھاگ جاؤ ساہس بھاگ جاؤ۔ ہرکولیس
اگر سامنے آ گیا تو وہ تمہیں ہر صورت میں ہلاک
کر دے گا"۔ کانوس دیوتا نے اسے سمجھاتے ہوئے
کہا۔

"میرا بیٹا چلا گیا۔ میرا سارا طلسم فنا ہو گیا۔
میں تنہا رہ گیا ہوں۔ اوہ۔ اوہ! یہ سب کچھ
ہرکولیس کی وجہ سے ہوا ہے۔ میں ہرکولیس کو
زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں اسے مار ڈالوں گا۔

ختم کر دوں گا اسے۔" ساحلس نے ہذیانی انداز میں
بال نوچتے ہوئے کہا۔

پھر وہ کانوس دیوتا کی بات سُنے بغیر نہایت
تیزی سے دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔
اس پر بری طرح سے وحشت سوار تھی۔ غصے کی
وجہ سے اس کے حلق سے نہایت خوفناک غراہٹیں
نکل رہی تھیں۔ کمرے سے نکل کر وہ ایک
طویل راہداری میں دوڑنے لگا۔ کانوس دیوتا چیخ
چیخ کر اُسے پکار رہے تھے مگر ساحلس اس
کی آوازیں کہاں سُن رہا تھا۔ غصے نے اس کے
دماغ پر قبضہ کر رکھا تھا۔

گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی ہرکولیس کو
ایک زور دار جھٹکا لگا اور پھر اس کے قدموں
تلے سے جیسے زمین نکل گئی۔ ہرکولیس نے سنبھلنے
کی کوشش کی مگر دوسرے ہی لمحے اُسے یوں
محسوس ہوا جیسے وہ کسی اندھی کھائی میں گرتا جا
رہا ہو اور پھر خود بخود اس کے پاؤں اچانک
زمین سے جا لگے۔

ہرکولیس کو ہلکا سا جھٹکا لگا تھا مگر اس نے
خود کو گرنے سے سنبھال لیا۔ یہاں بھی ہر طرف
اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ ہرکولیس ہر طرف آنکھیں پھاڑ
پھاڑ کر دیکھنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا مگر
اندھیرے کے باعث اُسے کچھ دکھائی نہ دے رہا تھا۔

اچانک ہرکولیس کی نگاہ دُور چمکتی ہوئی روشنی پر پڑی۔ ہرکولیس کچھ سوچ کر اس روشنی کی جانب بڑھنے لگا۔ کافی دیر بعد جب وہ روشنی کے قریب پہنچا تو اس نے دیکھا وہ ایک سرنگ کا دہانہ تھا جس کی دوسری جانب روشنی ہو رہی تھی۔ ہرکولیس اس دہانے میں سے دوسری جانب نکل آیا۔

دوسری جانب ایک بڑا ہال کمرہ دکھائی دے رہا تھا۔ جہاں نیلے رنگ کے بڑے بڑے عجیب و غریب انسانی ستون بنے ہوئے تھے۔ ان انسانی ستونوں نے کمرے کی چھت سے یوں ہاتھ ٹکا رکھے تھے جیسے انہوں نے ہاتھوں پر چھت سنبھال رکھی ہو۔ ان پتھریلے انسانوں کے کھُلے ہوئے منہ سے آگ نکل رہی تھی اور ان کی نتھنوں سے سیاہ دھواں خارج ہو رہا تھا۔ اُن کی آنکھیں انگاروں کی مانند دہکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ ان کی گردنیں چاروں طرف گھوم رہی تھیں۔

ہرکولیس حیرت بھری نگاہوں سے ان پتھریلے

انسانوں کو دیکھ کر ان کی جانب بڑھنے لگا۔ اچانک پہلے پتھریلے انسان کے منہ سے آگ کی ایک تیز اور موٹی دھار نکلی اور ہرکولیس کے عین پاؤں پر پڑی۔ ہرکولیس بوکھلا کر اُچھلا اور کئی فٹ پیچھے ہٹ گیا۔

"کون ہو تم آدم زاد؟ تم نے بلا اجازت آتشی طلسم میں قدم رکھنے کی جرأت کیوں کی ہے" اس پتھریلے ستون نما انسان نے ہرکولیس کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا۔

ایک لمحے کے لئے ہرکولیس پتھریلے انسان کو بولتا دیکھ کر حیران رہ گیا مگر پھر موجودہ حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے جلدی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"میرا نام ہرکولیس ہے اور میں ساہلس جادوگر کا خاتمہ کرنے یہاں آیا ہوں کہاں ہے وہ" ہرکولیس کے لہجے میں بے پناہ سختی تھی۔

"آقا ساہلس کو ہلاک کرنے کے لئے۔ اوہ! اس کا مطلب ہے تم ہمارے آقا کے دشمن ہو

اچھا ہوا تم نے ہمیں بتا دیا۔ اب تم آقا سامس تک کبھی نہیں پہنچ سکو گے۔ تم موت کے منہ میں پہنچ چکے ہو بیوقوف انسان۔ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہم تمہیں اس قدر بھیانک موت ماریں گے جس کے بارے میں تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے" اس ستون نما پتھریلے انسان نے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اسکے کھلے ہوئے منہ سے آگ کی تیز پھوار نکلی اور سیدھی ہرکولیس کی جانب بڑھی۔

ہرکولیس انتہائی پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے چھلانگ لگا کر ایک طرف ہو گیا۔ اس پتھریلے انسان کے منہ سے آگ کی تیز دھاریں نکل نکل کر ہرکولیس پر پڑ رہی تھیں مگر ہرکولیس بجلی کی سی تیزی سے چھلانگیں لگا لگا کر آگ سے اپنا بچاؤ کر رہا تھا۔ ایک مرتبہ آگ ہرکولیس کے جسم کو چھو کر اس قدر قریب سے گزری کہ ہرکولیس کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سارا بدن جھلس کر رہ گیا ہو مگر وہ چھلانگ لگا کر فوراً ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا۔

ہرکولیس نے ستون کی آڑ لے کر پوری قوت سے اس ستون نما انسان کو دھکا مار دیا۔ تیز گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ستون نما انسان کٹے ہوئے شہتیر کی مانند یوں زمین پر گر کر ٹوٹ گیا۔ جیسے وہ مٹی کا بنا ہوا ہو۔ مگر یہ دیکھ کر ہرکولیس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ کہ جونہی پتھریلا ستون نما انسان زمین پر گر کر ٹوٹا، ایک تیز چمک پیدا ہوئی اور دوسرے ہی لمحے اس چمک نے سرخ رنگ کے انسان کی شکل اختیار کر لی۔ اس روشن سرخ ہیولے کا قد اور جسامت بالکل انسانوں جیسی تھی لیکن اس کا ناک منہ کان وغیرہ بالکل دکھائی نہیں دے رہے تھے وہ مکمل طور پر روشنی کا بنا ہوا تھا اور اس کے ایک ہاتھ میں روشنی کی بنی ہوئی بڑے پھل والی تلوار بھی چمک رہی تھی۔

اس روشن سرخ انسان نے ایک زور دار کان پھاڑ دینے والی چیخ ماری اور اچھل کر تقریباً اڑتا ہوا تلوار لہرا کر ہرکولیس کی جانب آیا۔ ہرکولیس بوکھلا کر ذرا سا جھکا اور ساتھ ہی

اس نے خود کو چمکدار انسان کی تلوار کی زد سے بچاتے ہوئے پوری قوت سے مکہ چمکدار انسان کے چہرے پر مارا۔ تیز جھماکا ہوا۔ چمکدار انسان کا جسم پھٹ کر کئی حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک لمحے کے لئے روشنی چمکی اور پھر معدوم ہو گئی اور دوسرے ہی لمحے چمکدار انسان وہاں سے غائب ہو گیا۔

ہرکولیس کے لئے وہاں حیران ہونے کا بالکل وقت نہ تھا کیونکہ وہ اس وقت مکمل طور پر پتھریلے ستون نما انسانوں کے درمیان گھرا ہوا تھا۔ جو آگ اگل اگل کر ہرکولیس کو ہر صورت میں جلا کر بھسم کر دینا چاہتے تھے۔ مگر ہرکولیس کی برق رفتاری اسے بچائے ہوئے تھی۔ اگر ہرکولیس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اب تک سینکڑوں بار جل کر خاکستر ہو چکا ہوتا۔

ہرکولیس نے ایک ستون کے منہ سے نکلی ہوئی آگ کی دھار سے بچنے کے لئے دوسری طرف چھلانگ لگائی تو دوسرے ستون سے ٹکرا گیا۔ ہرکولیس کی ٹکر لگنے سے ستون پہلے والے ستون کے سے

انداز میں گر کر ٹوٹ گیا اور اس کی جگہ فوراً ایک چمکدار انسان نمودار ہوا اور تلوار لے کر ہرکولیس پر حملہ آور ہوا مگر ہرکولیس نے اس کا حملہ بچاتے ہوئے اس زور سے اس کے سینے میں مکہ مارا کہ چمکدار انسان پہلے انسان کی طرح پھٹ کر وہاں سے غائب ہو گیا اور پھر جونہی کوئی ستون ٹوٹ کر گرتا فوراً چمکدار انسان بن کر ہرکولیس پر ٹوٹ پڑتا۔

مگر ہرکولیس جان چکا تھا کہ انہیں کیسے ہلاک کیا جا سکتا تھا۔ وہ ان کے وار بچاتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی طاقت سے انہیں ہلاک کر دیتا۔ اور پھر کچھ ہی دیر بعد وہاں کوئی ستون اور چمکدار انسان باقی نہ بچا۔ ہرکولیس کا جسم پسینے سے بری طرح سے بھیگا ہوا تھا۔ ان عجیب و غریب پتھریلے اور چمکدار انسانوں کی جنگ نے اسے بری طرح سے تھکا دیا تھا۔

وہ ہونٹ بھینچ کر پریشانی کے عالم میں سوچنے لگا کہ اب وہ کس طرف جائے، جس ہال نما کمرے میں وہ اس وقت موجود تھا۔ اس کی چاروں

طرف دیواریں ہی دیواریں دکھائی دے رہی تھیں۔
کہیں کوئی دروازہ یا باہر نکلنے کا کوئی راستہ
دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

ابھی ہرکولیس سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک
سامنے سے تیز گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ
دیوار دو حصوں میں تقسیم ہوتی ہوئی دکھائی دی
ہرکولیس ایک بار پھر کسی نئے خطرے کا سامنا
کرنے کے لئے چوکنا ہو گیا۔ دیوار کی دوسری
جانب گہرا اندھیرا دکھائی دے رہا تھا۔

ہرکولیس چند لمحے نہایت چوکنے انداز میں کھڑا
رہا مگر جب دیوار کی جانب سے کوئی پیش قدمی
نہ ہوئی تو ہرکولیس آہستہ آہستہ اس طرف قدم
اٹھانے لگا۔ یہاں تک کہ وہ جونہی دیوار کے
دوسرے حصے میں پہنچا۔ گڑگڑاہٹ کی آواز کے
ساتھ اچانک اس کے پیچھے دیوار بند ہو گئی۔

ہرکولیس بجلی کی سی تیزی سے پلٹا اور بند
ہوتی ہوئی دیوار کی جانب بڑھا۔ مگر اس کے
دیوار کے قریب پہنچنے سے پہلے دیوار مکمل طور
پر بند ہو چکی تھی۔ اب اس حصے میں اس

حد تک گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی کہ ہاتھ کو
ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔

ہرکولیس پریشانی کے عالم میں سوچ رہا تھا
کہ اگر کسی نادیدہ ہستی نے اس پر اندھیرے
میں حملہ کر دیا تو وہ اپنا بچاؤ کس طرح کرے
گا مگر کافی دیر ہو گئی کسی نے ہرکولیس پر
حملہ نہ کیا۔ ہرکولیس کچھ سوچ کر پھونک پھونک
کر آگے قدم بڑھانے لگا۔

دیوار کے ساتھ چلتے چلتے اس کا ہاتھ کسی
چیز سے ٹکرایا۔ اس نے اس چیز کو چھو کر دیکھا
وہ ایک نیزہ تھا۔ ہرکولیس نے نیزے کو جلدی سے
پکڑ کر ہاتھ میں لے لیا۔ اب اسے کسی قدر
اطمینان ہو گیا تھا کہ اگر اندھیرے میں کوئی
اس پر حملہ کرے تو اس نیزے کی مدد سے
وہ اپنا بچاؤ تو کر سکتا تھا۔ وہ دیوار کے
ساتھ ساتھ آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ یہاں تک
کہ اس کا ہاتھ ایک ابھرے ہوئے بڑے سے
پتھر سے ٹکرایا۔ ہرکولیس نے کسی خیال کے تحت
اس پتھر کو دبایا تو پتھر کسی ربڑ کی مانند اندر

کو دھنستا چلا گیا۔ عین اس وقت ایک مرتبہ پھر
گڑگڑاہٹ کی آواز اُبھری۔ ہرکولیس اُچھل کر کئی
فٹ پیچھے ہٹ گیا۔ اچانک سامنے والی
دیوار دو حصوں میں تقسیم ہوتی چلی گئی۔ ہرکولیس
نے دیکھا دوسری جانب ایک عالیشان محل دکھائی
دے رہا تھا۔

ہرکولیس جھپٹ کر اس طرف آ گیا۔ اس بار
وہ ایک بار پھر ایک ہال نما کمرے میں کھڑا
تھا۔ کمرے کی دوسری جانب ایک طویل راہداری
دکھائی دے رہی تھی۔ ہرکولیس نیزہ سنبھالے اس
راہداری میں چلنے لگا۔ مختلف کمروں میں جھانکتا ہوا
وہ ایک کمرے میں آ گیا۔ اس کمرے کی ایک
دیوار کی جڑ کے پاس ایک نہایت خوبصورت
لڑکی جس نے سرخ اور سبز رنگ کا خوبصورت لباس
پہن رکھا تھا، اطمینان سے سو رہی تھی۔ ہرکولیس
کو یوں محسوس ہوا جیسے اس نے اس لڑکی کو
پہلے بھی کہیں دیکھا ہو۔ پھر آگے بڑھ کر اس
نے جو غور سے اس لڑکی کو دیکھا تو بُری طرح
سے چونک اُٹھا۔ وہ شہزادی دُر شہوار تھی۔ ذکاس

شہزادے کی منگیتر۔

" اوہ ! یہ تو شہزادی دُرِ شہوار ہیں۔ ہرکولیس
کے مُنہ سے نکلا۔ عین اسی وقت ایک زوردار
دھماکہ ہوا اور جس دیوار کے قریب شہزادی دُرِشہوار
زمین پر لیٹی ہوئی تھی اس دیوار میں ایک بہت
بڑا سوراخ ہو گیا۔

دھماکے کی آواز سُن کر ہرکولیس چوکنا ہو گیا
اور نیزے پر اس کی گرفت مضبوط ہو گئی۔ اسی
وقت دیوار کے سوراخ سے ساہلس[٥] کا سیاہ اور
بھیانک چہرہ دکھائی دیا۔ وہ نہایت غضبناک نگاہوں
سے ہرکولیس کی جانب دیکھتے ہوئے نہایت مکروہ
انداز میں ہنس رہا تھا۔ ساہلس کو دیکھ کر ہرکولیس
کے چہرے پر تناؤ آ گیا۔ اس کی آنکھوں میں بلا
کی نفرت اُبھر آئی۔

"تم۔" ہرکولیس کے حلق سے غراہٹ بھرے انداز میں
نکلا۔ اس نے غصے کے عالم میں نیزہ پوری قوت
سے ساہلس پر کھینچ مارا۔ ساہلس کا چہرہ دیوار کے
پیچھے سے فوراً غائب ہو گیا۔ ہرکولیس کا پھینکا
ہوا نیزہ اس سوراخ سے ہوتا ہوا دوسری جانب

٥ : اس کے لئے سرورق دیکھئے۔

جا گرا۔ اسی وقت سالبس اس کمرے میں ایک جھماکے سے نمودار ہوا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں دہکتے ہوئے انگاروں کی مانند سُرخ ہو رہی تھیں۔ اس کے ہاتھوں میں بڑے پھل والے دو خنجر تھے۔ جن پر سے سیاہ رنگ کا مواد سا ٹپک رہا تھا۔ سیاہ مواد کا قطرہ جونہی زمین پر گرتا اس میں سے سوں کی آواز کے ساتھ بلبلے اُٹھنے لگتے اور دھواں بھی نکلتا۔

"ہرکولیس! تمہاری زندگی کا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ آج میں تمہیں اس قدر بھیانک موت ماروں گا کہ صدیوں تک تمہاری روح میرے خوف سے کانپتی رہے گی۔ یہ دیکھو اس خنجر پر میں نے دنیا کے سب سے خطرناک اور زہریلے سانپ کا خون لگا رکھا ہے۔ جب یہ خنجر تمہارے جسم میں گھُسے گا تو یہ زہر فوراً اپنا کام دکھائے گا اور تمہارا جسم پھٹ کر لوتھڑوں میں تبدیل ہو جائے گا۔ تمہاری وجہ سے میرا سارا جادو ختم ہو گیا اور میرا بیٹا مجھ سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہو گیا۔ میں

تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا ہرکولیس۔ مار ڈالوں گا تمہیں" سالبس نے ہرکولیس کی جانب دیکھ کر غراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو وقت ہی بتائے گا سالبس کہ کس کا وقت پورا ہوا ہے۔ اچھا ہوا تم خود ہی سامنے آ گئے۔ ورنہ تمہیں ہلاک کرنے کیلئے مجھے نہ جانے کہاں کہاں تمہیں تلاش کرنا پڑتا" ہرکولیس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے نہایت غصیلے انداز میں کہا۔

جواب میں سالبس نے ایک فلک شگاف قہقہہ لگایا اور پھر اس نے اچانک دونوں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے جھٹکے۔ دوسرے ہی لمحے اس کے ہاتھوں سے خنجر برق رفتاری سے نکل کر ہرکولیس کی طرف بڑھے۔

ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں ہرکولیس زقند لگا کر ایک طرف ہٹ گیا۔ اگر اسے چھلانگ لگانے میں ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو سالبس کے پھینکے ہوئے دونوں خنجر اس کے جسم میں اُتر جاتے اس سے قبل کہ ہرکولیس سنبھلتا، سالبس اپنی جگہ سے اُچھلا اور تقریباً ہوا میں اُڑتا ہوا ہرکولیس کی

جانب آیا۔ ہرکولیس نے بچنے کی کوشش کی مگر ساہلس
نے فضا میں گھومتے ہوئے اس قدر تیزی سے
ہرکولیس کے سینے پر ٹکر ماری کہ ہرکولیس اپنے
قدموں پر کھڑا نہ رہ سکا۔ اور لڑکھڑا کر زمین پر گر
پڑا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اُٹھتا۔ ساہلس نے نہایت
تیزی سے اپنے سر کے بال توڑ کر ہرکولیس پر
پھینک دیئے۔

جونہی بال ہرکولیس کے جسم پر گرے وہ یکلخت
باریک باریک رسیوں میں بدل گئے اور دیکھتے
ہی دیکھتے بالوں کی رسیوں نے ہرکولیس کو اس
بُری طرح سے جکڑ لیا کہ ہرکولیس ہلکی سی جُنبش کرنے
کے قابل بھی نہ رہا۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ ساہلس سے ٹکر لینے آئے تھے۔
دیکھا۔ دیکھا ہرکولیس! میں نے تمہیں کس قدر آسانی
کے ساتھ اپنے قبضے میں کر لیا۔ تم میری طاقتوں
سے واقف نہیں ہو ہرکولیس ورنہ مجھ سے ٹکر
لینے کے بارے میں ہرگز نہ سوچتے۔ تم نے مجھے
بہت نقصان پہنچایا ہے۔ میں تمہیں اب اس
قدر عبرتناک موت ماروں گا کہ پوری دنیا تمہاری

اذیت ناک موت کی خبر سُن کر تھرا اُٹھے گی۔"
ساہلس نے زور دار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ ساتھ
ہی اس نے زور سے تالی بجائی۔

یکلخت وہاں روشنی چمکی اور ہرکولیس کے قریب
ہی ایک انتہائی گرانڈیل دیو آن موجود ہوا۔ اس
دیو کا جسم کئی ہزار انسانوں کے برابر معلوم ہو رہا
تھا۔ اس کے ہاتھ بیحد بڑے بڑے اور انتہائی
تیز ناخنوں والے تھے۔ ہرکولیس اور ساہلس اس دیو
کے سامنے بچے معلوم ہو رہے تھے۔

"ناشاما دیو! ہرکولیس کو یہاں سے دُور چٹاما
پہاڑیوں کی جانب لے جاؤ اور وہاں لیجا کر اس
کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے چیل کوؤں کو کھلا دو۔"
ساہلس نے دیو کو دیکھ کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"جو حکم آقا" دیو نے انتہائی گرجدار آواز میں
نہایت مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر اپنے
بھاری بھرکم وجود کے ساتھ ہرکولیس کو اُٹھانے
کے لئے جُھکا۔

اسی وقت ہرکولیس نے اپنی پوری قوت سے
بالوں کی رسیوں کو کچے دھاگوں کی مانند توڑ دیا۔

اور جونہی دیو اسے پکڑنے کے لئے جھکا، ہرکولیس بجلی کی سی تیزی سے کروٹیں بدلتا ہوا دیو کی ٹانگوں سے گزر کر دوسری طرف آ گیا۔

پھر اس سے قبل کہ دیو سیدھا ہوتا، ہرکولیس بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے جلدی جلدی اپنے جسم سے باقی ماندہ بالوں کی رسیاں توڑیں اور اچھل کر نہایت تیز رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ساہلس کے قریب پہنچ گیا۔

اس سے پہلے کہ ساہلس کچھ سمجھتا، ہرکولیس نے نہایت تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے گھما کر دوسرا ہاتھ اس کی گردن میں ڈال کر اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ اس نے یہ عمل چند لمحوں میں کیا تھا جس کی وجہ سے ساہلس کچھ بھی نہ سمجھ سکا تھا۔ ہرکولیس نے اس کی گردن اس قدر مضبوطی سے پکڑ رکھی تھی کہ ساہلس کو اپنا سانس سینے میں اٹکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"ساہلس! اس دیو کو حکم دو کہ یہ فوراً یہاں سے چلا جائے۔ جلدی کرو ورنہ میں ایک جھٹکے سے تمہاری گردن توڑ دوں گا۔" ہرکولیس نے اس کی

گردن کو ہلکا سا جھٹکا دیتے ہوئے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"جج۔ جاؤ۔ جاؤ۔" ساہلس کی آنکھیں باہر کو ابل آئی تھیں اور اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

دیو جو نہایت خطرناک انداز میں جھومتا جھامتا ہرکولیس کو پکڑنے کے لئے آ رہا تھا ساہلس کی بات سن کر رک گیا۔ اس کی سرخ سرخ آنکھیں ہرکولیس پر جمی ہوئی تھیں۔ ہرکولیس نے ایک بار پھر ساہلس کی گردن پر دباؤ ڈالا تو وہ چیخ اٹھا اس نے دیو کو اشارہ کیا تو دیو فوراً وہاں سے غائب ہو گیا۔

"ہاں ساہلس! اب بتاؤ۔ تمہاری گردن اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے۔ میں چاہوں تو ایک جھٹکے سے تمہاری گردن توڑ سکتا ہوں۔ مگر میں ایسا نہیں کروں گا کیونکہ میں خواہ مخواہ کسی انسان کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنا نہیں چاہتا اگر تم مجھ سے وعدہ کرو کہ تم آئندہ کسی بے گناہ کو تنگ نہیں کرو گے اور جادو وغیرہ

سے توبہ کر لو گے تو میں تمہاری جاں بخشی کر سکتا ہوں"۔ دیو کے جانے کے بعد ہرکولیس نے ساہلس جادوگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"م۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں"۔ ساہلس نے ہرکولیس کی بات سن کر جلدی سے کہا۔

"نہیں، ایسے نہیں۔ تمہیں مجھے یقین دلانا ہو گا۔ میں جانتا ہوں یہ وعدہ تم مجھ سے گردن چھڑانے کے لئے کر رہے ہیں۔ جونہی میں تمہاری گردن چھوڑوں گا تم پھر مجھے اپنے کسی جادوئی حربے سے نقصان پہنچانے کی کوشش کرو گے"۔ ہرکولیس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تت تم کیا چاہتے ہو"۔ ساہلس نے خرخراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

ہرکولیس نے اس کی گردن اس قدر مضبوطی سے پکڑ رکھی تھی کہ اسے سانس لینا بھی دوبھر ہو رہا تھا۔ ہرکولیس جانتا تھا کہ اگر اس نے ذرا بھی اس کی گردن پر سے دباؤ کم کیا تو وہ کوئی جادو پڑھ کر اسے نقصان پہنچا سکتا

ہے۔ اس لئے ہرکولیس اسے کسی قسم کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔

"میں نے سُنا ہے کہ دنیا کے تمام جادوگر اپنی طلسمی اور جادوئی قوتیں کسی خاص چیز یا پرندے وغیرہ میں رکھتے ہیں۔ اگر اس چیز کو ضائع کر دیا جائے یا پرندہ ہلاک کر دیا جائے تو تمام طلسمی طاقتیں خود بخود ختم ہو جاتی ہیں۔ اگر تم نے بھی اپنی طلسمی قوتیں کسی خاص چیز میں چُھپا رکھی ہیں تو اسے فوراً یہاں منگواؤ اور اپنے ہاتھوں اور میری آنکھوں کے سامنے اسے ختم کرو"۔ ہرکولیس نے کہا۔

"م ... میں ۔ میں"۔ ساہلس نے اس کے ہاتھوں میں بُری طرح مچلتے ہوئے کہا۔ پھر اچانک اس نے ایک زور دار جھٹکا مارا۔ ایک لمحے کے لئے بجلی چمکی اور دوسرے ہی لمحے ساہلس ہرکولیس کے ہاتھوں سے غائب ہو گیا۔ ساہلس کے اچانک غائب ہونے کی وجہ سے ہرکولیس کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ بمشکل گرتے گرتے سنبھلا۔

اسی وقت ساہلس اچانک ہرکولیس کے

سامنے نمودار ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک لمبے پھل
والی تلوار تھی۔ اس نے نمودار ہوتے ہی نہایت
تیزی سے ہرکولیس پر تلوار سے حملہ کیا۔ ہرکولیس
تیزی سے گھوم گیا۔ ساطس کی تلوار ہرکولیس کی کمر
پر موجود "نی می" کے شیر کی کھال پر پڑی۔ چونکہ
نی می کے شیر کی کھال بیحد سخت تھی اور اس پر
کسی قسم کے ہتھیار کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔
اس لئے جونہی ساطس کی تلوار کھال سے ٹکرائی ایسی
آواز پیدا ہوئی جیسے لوہے سے لوہا ٹکراتا ہے۔
ایک لمحے کے لئے ساطس بھونچکا رہ گیا۔ پھر
جیسے اس پر وحشت طاری ہو گئی۔ وہ نہایت
خوفناک انداز میں بڑھ بڑھ کر ہرکولیس پر حملے
کرنے لگا۔ وہ اس قدر ماہرانہ انداز میں تلوار
چلا رہا تھا کہ ہرکولیس کو اپنا دفاع کرنا مشکل ہو
رہا تھا۔

ایک بار اچانک ساطس نے تلوار کا بھرپور وار
ہرکولیس کی گردن پر کرکے اس کی گردن اڑانا
چاہی مگر ہرکولیس نے فوراً جھکتے ہوئے نہ صرف
اس کا وار بچایا بلکہ نہایت پھرتی کا مظاہرہ کرتے

ہوئے اس نے ساطس کے تلوار والے ہاتھ کو پکڑ
لیا۔ اس نے ساطس کا ہاتھ مروڑ کر زور سے جھٹکا
تو ساطس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر نیچے گر گئی۔
ہرکولیس نے ساطس کو اس بری طرح سے جھٹکا دیا
کہ ساطس اچھل کر ہرکولیس کے اوپر سے ہوتا ہوا
دوسری طرف جا گرا۔ اس کے منہ سے بے اختیار
چیخیں نکل گئیں۔

ہرکولیس نہایت جارحانہ انداز میں آگے بڑھا اور
اس نے ساطس کے لمبے لمبے بالوں کو اپنی مٹھی
میں جکڑ لیا اور پھر اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے
ہوئے اسے اٹھا کر سر سے بلند کر لیا۔ ہرکولیس نے
جس بری طرح سے ساطس کے بال پکڑ رکھے تھے
اس کی وجہ سے ساطس کا چہرہ اذیت سے بری
طرح سے بگڑ گیا تھا اور اس کے منہ سے
نہایت خوفناک چیخیں خارج ہو رہی تھیں۔ ہرکولیس
نے ساطس کو سر سے بلند کر کے پوری قوت سے
زمین پر پٹخ دیا۔

یکبارگی ساطس اس بری طرح سے چیخا کہ کمرے
کی چھت جھنجھنا اٹھی اور پھر اس نے اس بری

طرح سے تڑپنا شروع کر دیا جیسے اس کی تمام ہڈیاں
ٹوٹ پھوٹ گئی ہوں۔ اس کے ناک، منہ اور کانوں
سے خون دھاروں کی صورت میں بہنے لگا۔

ہرکولیس پر جیسے جنون سا طاری ہو گیا۔ وہ
تڑپتے ہوئے سالمس کو اُٹھا اٹھا کر بار بار
زمین پر پٹخنے لگا۔ یہاں تک کہ سالمس مر گیا
مگر ہرکولیس نے اس کے باوجود بھی اسے پٹخ پٹخ
کر اس کے جسم کو لوتھڑوں میں تبدیل کر دیا۔

جونہی سالمس ہلاک ہوا۔ اسی وقت شہزادی
دُرِشہوار کو ہوش آ گیا۔ وہ ہوش میں آ کر
حیرت بھری اور پھٹی پھٹی نگاہوں سے ادھر اُدھر
دیکھنے لگی۔ پھر اس کی نظر سالمس کے لوتھڑوں
اور ہرکولیس پر پڑی تو وہ بُری طرح سے چیخنے
لگی۔

ہرکولیس اس کی چیخیں سُن کر چونک پڑا اور
تیزی سے اس کے قریب آ گیا۔ اس نے بڑی
مشکل سے اُسے سمجھایا کہ وہ اس کا دشمن نہیں
دوست ہے اور اس نے اس کے سب سے
بڑے دشمن سالمس کو ہلاک کر دیا ہے۔ یہ سُن

کر پہلے تو شہزادی دُرِشہوار حیران ہوئی پھر خوش
ہو گئی اس نے ہرکولیس کا شکریہ ادا کیا۔

اسی وقت اچانک کہیں سے ایک طوطا اُڑتا
ہوا آیا اور ہرکولیس کے قدموں میں آ کر لوٹ
پوٹ ہونے لگا۔ دوسرے ہی لمحے طوطے کے
جسم میں یکلخت آگ بھڑک اُٹھی اور سیاہ
دھواں نکلنے لگا۔ چند لمحوں میں دھوئیں نے پھیل
کر ایک آدمی کی شکل اختیار کر لی پھر جونہی
دھواں چھٹا ہرکولیس کے سامنے ایک نہایت خوبصورت
نوجوان کھڑا پلکیں جھپکا رہا تھا۔

شہزادی اس نوجوان کو دیکھ کر بہت خوش
ہوئی۔

"اوہ! زکاس تم۔ تم۔" بے اختیار اس
کے منہ سے نکلا۔

تب ہرکولیس کو معلوم ہوا کہ یہ وہی طوطا
زکاس تھا جو اسے جنگل میں ملا تھا اور جسے
سالمس نے اپنے بیٹے کو ہلاک کرنے کے جرم
میں انسان سے طوطا بنا دیا تھا

زکاس نے بھی ہرکولیس کا شکریہ ادا کیا

اچانک محل کی دیواریں لرزنے لگیں اور تیز گڑگڑاہٹ کی آوازیں پیدا ہوئیں۔ یہ آوازیں سنتے ہی ہرکولیس نے جھپٹ کر شہزادہ زکاس اور شہزادی دُرشہوار کو کندھوں پر ڈالا اور برق رفتاری سے دوڑتا ہوا محل سے باہر نکل آیا۔

جیسے ہی ہرکولیس محل سے باہر نکلا ایک زور دار دھماکہ ہوا اور محل کی دیواریں پھٹنے لگیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے عظیم الشان محل کھنڈر بن گیا۔

شہزادہ زکاس اور شہزادی دُرشہوار نے ایک بار پھر ہرکولیس کا شکریہ ادا کیا جس نے انہیں یقینی موت سے دوبارہ بچا لیا تھا۔

"میاں مٹھو شہزادے یہ تو بتاؤ کہ یہاں قریب کوئی آبادی بھی ہے جہاں سے ہم سواری کے لئے گھوڑے حاصل کر سکیں۔" ہرکولیس نے شہزادہ زکاس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہاں قریب کوئی آبادی تو نہیں ہے مگر یہاں

سے مشرق کی جانب ایک کوس کے فاصلہ پر قافلوں کی گزرگاہ ہے جہاں سے قافلے اکثر گزرتے دیکھے ہیں۔" شہزادہ زکاس نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ طوطا بنا اُڑتا رہا ہے۔ اس لئے ہرکولیس نے اس سے پوچھا ہے میاں مٹھو شہزادے کے لقب پر شہزادی دُرشہوار بھی ہنس پڑی۔ کچھ ہی دیر بعد وہ مشرق کی طرف بڑھ رہے تھے تاکہ کسی قافلے میں شامل ہو کر وطن واپس لوٹ سکیں۔

ختم شد



ہرکولیس کا حیرت انگیز کارنامہ

ہرکولیس اور شیر دیوتا

مصنف ظہیر احمد

پراسرار بوڑھا جو ہر روز سر پر صندوق لئے ساحلی علاقے میں نظر آتا تھا۔

پراسرار بوڑھا جس نے ہرکولیس کو وہاں سے بھاگ جانے کا مشورہ دیا۔ کیوں ؟

فریگسن ہرکولیس کا دوست۔ جو ہرکولیس کی بات سن کر یوں اچھلا جیسے اس کے پاؤں پر سانپ نے ڈس لیا ہو۔ وہ کیا بات تھی ——؟

ہرکولیس جسے پراسرار بوڑھے نے اپنی طاقت سے زیر کر کے صندوق میں بند کر لیا اور پھر ——؟

شیر دیوتا جو ایک دیوار میں قید تھا۔ وہ ہرکولیس سے کیا چاہتا تھا۔

پراسرار بوڑھا جس نے ہرکولیس کے سامنے آکر ایک خوفناک زرد شیر کا روپ دھار لیا۔

ہرکولیس اور شیر کی خوفناک لڑائی

ایک نہایت حیرت انگیز اور انوکھی کہانی جو یقیناً آپ کے معیار پر پوری اترے گی

شائع ہو چکی ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان



عمرو عیار کی دلچسپ عیاریوں سے بھرپور
ایک خوبصورت کہانی

عمرو اور شہزادی حور جمال

مصنف = مظہر کلیم ایم اے

موت جادوگر دنیا کا سب سے بڑا جادوگر جس نے شہزادی حور جمال کو اغوا کر لیا۔

موت جادوگر جس کا دعویٰ تھا کہ اسے کوئی نہیں مار سکتا۔

مینا شہزادی خوبصورت پرندہ جو انسانوں کی آواز میں بولتا تھا۔

موت جادوگر جس کی موت خوفناک دلدل کے نیچے زہریلے دھوئیں کے اندر رکھی ہوئی ڈبیہ میں موجود سونے کی تتلی میں تھی۔

✳ کیا عمرو عیار اپنی عیاریوں سے وہ تتلی حاصل کر سکا یا موت جادوگر کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا۔

✳ شہزادی حور جمال کا کیا بنا۔ کیا عمرو نے شہزادی حور جمال کو موت جادوگر کے چنگل سے آزاد کرا لیا۔



آج ہی اپنے قریبی بک سٹال یا براہ راست ہم سے طلب کریں



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان